بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا

اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ

حلال کی اہمیت

مولانا محمد عمران صاحب مدظلہم

ابن

حضرت مولانا محمد آدم صاحب مدظلہم

میمن اسلامک پبلشرز

۱۸۸/۱ لیاقت آباد

کراچی

(جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ)

نام کتاب ــــــــ حلال کی اہمیت
مؤلف ــــــــ جناب مولانا محمد عمران صاحب مدظلہم
ناشر ــــــــ میمن اسلامک پبلشرز، لیاقت آباد
۱/۱۸۸ - کراچی ۱۹ -
طبع اوّل ــــــــ مئی ۱۹۹۸ء
باہتمام ــــــــ ولی اللہ میمن
قیمت ــــــــ

Maulana Muhammad Imran
Imam Jam-e-Masjid
48, Asfordby St.
Leicester
England

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	رائے عالی	۵
۲	تقریظ	۶
۳	پیش لفظ	۸
۴	مقدمہ	۱۱
۵	تمہید	۱۷
۶	فصلِ اوّل	۲۱
۷	قرآنی آیات	〃
۸	برکتِ حلال اور نحوستِ حرام	۲۸
۹	ناحق مال کھانے کی ممانعت	۳۰
۱۰	فصلِ ثانی	۳۷
۱۱	چند احادیث	〃
۱۲	حلال کھانے کی فضیلت اور حرام کھانے کا اثر	〃
۱۳	حرام کی نحوست	۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	لقمۂ حرام جہنم میں داخلہ کا سبب	۴۲
۱۵	مالِ حرام سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں	۴۶
۱۶	فصلِ ثالث	۵۱
۱۷	فضائل کسب حلال	〃
۱۸	قرآنی آیات اور کسب معاش	〃
۱۹	صنعت و حرفت کی اہمیت	۵۲
۲۰	احادیث کی روشنی میں کسبِ حلال	۵۵
۲۱	کسبِ حلال ایک فریضہ ہے	〃
۲۲	اپنے ہاتھ کی کمائی حضرت داؤدؑ کی سنت ہے	۵۷
۲۳	بہترین کمائی اور پاکیزہ کھانا	۵۸
۲۴	امانت دار تاجر کا رتبہ اور مقام	۵۹
۲۵	حرام کمائی پر وعیدیں	۶۳
۲۶	تجارت کے چند اصول	۷۱
۲۷	فصلِ رابع	۷۵
۲۸	بزرگوں کے ارشادات	〃
۲۹	فصل خامس	۸۵
۳۰	بزرگوں کے واقعات	〃
۳۱	خاتمۂ کتاب	۹۸

رائے عالی

حضرت شیخ الحدیث مرشدی مولانا یوسف متالا صاحب مدظلہ
خلیفہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عزیز مولوی عمران آدم نے اپنے اساتذہ کے مشورے اور انکی نگرانی میں حلال کی اہمیت نامی یہ رسالہ تالیف فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرماوے ہم سب کو حلال و حرام کی تمیز عطا فرمادے۔ بزرگوں میں سے بعضوں کے ہاں اسکی تمیز ایسے ہوتی تھی کہ تحقیق کرنے کے بعد بھی کسی طرح لاعلمی میں حرام غذا معدہ میں پہنچ گئی تو انکا معدہ اسے قبول نہیں کر سکتا تھا قے ہو جاتی تھی اور بعضے حضرات تو صرف دیکھ کر نظروں سے معلوم کر لیتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب جو حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ کے صاحبزادے تھے مکہ مکرمہ میں بلکہ سالہا سال سے مسجد حرام میں مقیم تھے ان کی خدمت میں حاضری ہوئی تو ان کے خادم مولانا غلام رسول صاحب مکی نے مجھے بتایا کہ ہمیں کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کے بارے میں شبہ ہوتا ہے تو حضرت کو یہاں لاکر بتاتے ہیں۔ حضرت دیکھتے ہی فرمادیتے ہیں کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسی نگاہ مومن عطا فرمائے۔ حرام سے بچائے غذا کی طرح قول و فعل ہر چیز میں ہمیں محرمات سے بچائے رکھے۔ اور ماموروں معروف کی توفیق دے۔

فقط

یوسف ۹۵/۱۰/۱۶

تقریظ

از استاذی حضرت مولانا ہاشم صاحب مدظلہٗ
خلیفۂ حضرتِ اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بعد حمد وصلوٰۃ آج بروز پیر ۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۵ء مولانا عمران صاحب (جو اسی دارالعلوم ہالکب بری کے فارغ ہیں) نے اپنے رسالہ کا مسودہ احقر کو عنایت فرمایا۔ چیدہ چیدہ مضامین متفرق جگہ سے دیکھے ماشاء اللہ بہت عمدہ لکھا ہے اور ضرورت بھی ہے۔ اسوجہ سے کہ حالات بگڑ گئے۔ حلال وحرام کی تمیز اٹھتی چلی گئی۔ بلکہ یہاں تو اشیاء میں بھی حرام بکثرت مخلوط ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو حلال وحرام کی تمیز ضروری ہے۔ اسی لئے فرائض کے بعد اول چیز رزقِ حلال کی تلاش ہے۔ جو عبادت میں شامل ہے۔ اور رزق میں اگر حلال وحرام مخلوط ہو جائے تو عبادات بھی قبول نہیں ہوتیں ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی ٭ جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اللہ جل شانہ رسالہ کو قبول فرماوے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرماوے آمین موصوف جوان سال ہے انکا یہ پہلا رسالہ ہے آئندہ بھی لکھتے رہینگے دعا ہے۔

ناکارہ ہاشم عفی اللہ عنہ
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ
۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز پیر۔

تقریظ

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب برنی مہاجر مدنی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

اما بعد!

اخی فی اللہ محمد عمران بن مولانا آدم لونات حفظہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ احقر سے ملاقات فرمائی اور اپنی کتاب "حلال کی اہمیت" پیش کی۔ ماشاء اللہ کتاب خوب ہے۔ وقت کی اہم ضرورت کے اعتبار سے کتاب لکھی ہے اور خوب لکھی ہے۔ آیات اور احادیث اور اکابر کے اقوال عُمدہ ترتیب کے ساتھ جمع کئے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ قبول فرمائے اور مؤلف کو مزید کتابیں لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ احقر نے کہیں کہیں مؤلف کو کچھ مشورہ دیا انہوں نے بشاشت کے ساتھ قبول فرمالیا۔ فجزاہ اللہ خیرًا۔

العبد الفقیر
محمد عاشق الٰہی برنی (بلندشہری) عفا اللہ عنہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ارض وسماوات پیدا کئے اور ابر بہاری سے شیریں پانی برسایا پھر اس سے غلہ اور سبزہ اگایا۔ اور رزقوں اور غذا کو اندازہ سے رکھ کر ماکولات سے حیوانوں کی حفاظت کی اور حلال غذا کھانے سے طاعات اور اعمال صالحہ پر اعانت فرمائی اور درود وسلام نازل ہو ہمارے ماویٰ وملجا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل واولاد پر اور اصحاب پر ایسا درود جو حالات کو درست کردے۔ قلوب کو منور کردے۔ گناہوں کو صاف کردے ایسا درود جو دائم ہو۔ مسلسل ہو۔ کامل ہو۔ کامل کرنے والا ہو۔ مقبول ہو۔ مشمول ہو۔ درخت کے پتوں کی تعداد میں اور بارش کے قطروں کی تعداد میں۔ اور خشکی اور دریا کے حیوانات کی تعداد میں یاارحم الراحمین ویااکرم الاکرمین۔

امّابعد! واضح ہو کہ عبد ضعیف محمد عمران بن آدم عرض کرتا ہے کہ بروز ہفتہ مؤرخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۹۵ء کو والدِ محترم حضرت مولانا محمد آدم صاحب کا خطاب "بلیک برن" شہر کی "مسجد نور الاسلام" میں تھا جس میں بندہ بھی حاضر تھا اور اس خطاب کے بعد عبدِ ضعیف کی ملاقات استاذِ مکرم حضرت مفتی شبیر صاحب سے ہوئی جس دوران استاذِ موصوف

حضرت مفتی صاحب نے احقر سے ارشاد فرمایا کہ "آپ دین کے موضوع پر تالیف کا سلسلہ کیوں شروع نہیں کرتے" چنانچہ ان کے اس ارشاد کے بعد ہی سے توفیق باری تعالےٰ سے داعیۂ تالیف عطا ہوا۔ اور استاذ موصوف ہی کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ انسان کے نیک اعمال کرنے میں رزق حلال کو بڑا دخل ہے۔ اسی طرح قبول دعا میں حلال کھانا معین۔ اور حرام مانع قبول ہے۔ اس لئے بندہ چند اوراق اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کرتا ہے۔

بندہ اس رسالہ میں اپنے والد ماجد صاحب کا ایک بیان لیسٹر کی جامع مسجد میں بروز جمعہ مؤرخہ دسمبر ۱۹۸۳ء حلال کی اہمیت کے عنوان پر ہوا تھا وہ مقدمہ کے طور پر درج کر رہا ہے۔ اور مزید اس پر اضافہ استاذ محترم مولانا عبدالرحیم صاحب نے کیا ہے۔ وہ بھی اسمیں شامل کر رہا ہوں اور اس کے بعد۔ رسالہ کو پانچ فصلوں پر تقسیم کیا ہے۔

- پہلی فصل میں قرآن مجید کی چند آیات مع تفسیر حلال کی اہمیت کے بارے میں۔
- دوسری فصل میں چند احادیث
- تیسری فصل میں۔ فضائلِ کسبِ حلال اور کسبِ حرام پر وعیدیں۔
- چوتھی فصل میں بزرگوں کے ارشادات۔
- پانچویں فصل میں بزرگوں کے واقعات۔

باری تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے قبول ونافع فرماوے۔ آمین۔

آخر میں استاذِ محترم مولانا عبد الرّحیم لمباڈا صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے باوجود مصروفیاتِ کثیرہ کے مسوّدے کا ایک ایک لفظ بغور نظر پڑھا۔ اور جہاں غلطی ہوئی اس کی اصلاح فرمائی فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو شرفِ قبولیت نصیب فرماوے۔ جو لغزشیں ہوگئی ہیں معاف فرماوے اور بندہ، والدین۔ اساتذۂ کرام، شیخی ومرشدی اور دیگر معاونین وناشرین کے لئے صدقہ جاریہ فرماوے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا يَا مَوْلٰينَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ

محمد عمران بن آدم عفا اللہ عنہما
۱۲؍ ربیع الثانی، ۱۴۱۶ھ
۱۱؍ ستمبر ۱۹۹۵ء

مقدمہ

حضرت والد ماجد مولانا آدم صاحب۔ بیان بروز جمعہ ۸۳ء

حلال کی اہمیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ، ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا، من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ، ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، ونشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ۔ اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔

محترم عزیز دوستو! مرنے کے بعد کی فکر سب کو ہے۔ ایمان واعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد خدا کو جواب دینا ہے۔ اور جب فکر ہے تو دین پر چلنا بھی چاہیے گا۔ کہ میں خدا کی اطاعت کرلوں۔ لیکن ایسا ہو نہیں رہا۔ اکثر کی عادت تو یہ ہے کہ وہ دین پر آنے کا ارادہ ہی نہیں کر رہے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں کہ ارادہ تو کر رہے ہیں۔ لیکن آتے نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو دین پر آجاتے ہیں۔ لیکن چند دنوں کے بعد سے وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی۔

تو یہ ایک چیز مانع ہے۔ جو دین پر آنے نہیں دیتی اور جو آتا ہے اس کو جم نے نہیں دیتی۔ صرف ایک نماز ہی کو لے لیجئے کہ انسان ارادہ کر لیتا ہے کہ اب سے میں پنجگانہ نماز پڑھوں گا۔ لیکن چند دن پڑھی پھر ختم، تو یہ ایک چیز ہے جبتک ہم اس کو ہٹاویں گے نہیں۔ اس وقت تک دین کی باتیں جم نے کی نہیں!۔ ایسی کئی چیزیں ہیں۔ لیکن بڑی چیز جسکو قرآن کریم نے کئی آیتوں میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ نبیوں کو بھی اس کا حکم فرمایا اور پھر ان کے ذریعہ انسانوں اور خصوصًا مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ جب تک اس رکاوٹ کو ہٹاویں گے نہیں اس وقت تک دل سے دین پر جمنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور وہ مانع چیز حلال اور حرام کی تمیز کا نہ ہونا ہے۔

جب تک انسان حلال کھانا نہیں کھائے گا۔ اس وقت تک وہ دین پر نہیں آسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان اگر چالیس دن تک لگاتار حلال کھائے۔ اور حرام سے بالکل پرہیز کرے تو وہ دیکھ لے کہ وہ مسجد کی طرف۔ خدا کی طرف خود بخود کھنچتا چلا جائے گا اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر درخواست کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے ایک دعا کر دیجئے کہ جس وقت بھی میں خدا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤں تو اللہ تعالے میری دعاء قبول

فرمالیں۔ یعنی "مستجاب الدعوات" بنا دے۔ اس کے جواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے دعا کرنے کی ضرورت نہیں بس تمہیں یہ کام کرنا ہے کہ جو چیز منہ میں جائے اسکو دیکھ لیا کرو کہ کیا اللہ تعالیٰ اس لقمہ سے راضی ہے۔ یا ناراض۔ حلال ہے یا حرام۔ اگر حرام ہے تو خدا کا رسول بھی تیرے لئے دعا کرے تو تیری دعاء قبول نہیں ہو گی۔ اور اگر تم نے حلال کھایا ہے تو میرے پاس دعاء کروانے کی ضرورت نہیں۔ خدا خود تیری دعاء قبول کرے گا۔ اسی لئے فرمایا" یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا " اے لوگو! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں پاک اور حلال ہیں۔ آگے ارشاد فرمایا کہ شیطان ناپاک چیزوں کو حرام چیزوں کو بڑی اچھی کر کے دکھائے گا۔ اسلئے کہ شیطان کا کام ہی یہی ہے کہ وہ برے کاموں کو حلوؤں کی شکل میں۔ اچھے اچھے کھانوں کی شکل میں، مکانوں کی شکل میں سونے چاندی کی شکل میں پیش کرے گا۔ تو تم اس کو یاد رکھ لو " ولا تتبعوا خطوات الشیطان "، شیطان کے قدم بقدم نہ چلو ورنہ یہاں اگر شیطان کے قدم بقدم چلو گے تو آخرت میں بھی شیطان کے قدم بقدم چلنا پڑے گا۔ اور جہنم میں جانا پڑے گا۔ اور جہنم کیا ہے؟ تو فرمایا" فبئس المصیر "، وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ لہٰذا شیطان کو اپنا دوست نہ بناؤ کیوں؟ " انہ لکم عدو مبین "، کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اور جس پیٹ میں حرام کھانا گرتا ہے۔ اس کی ایک ہی خاصیت ہے

ایک ہی۔ ایک ہی۔ ایک ہی۔ دوسری نہیں۔ اور وہ یہ کہ جو حرام کھائے گا اس کے جسم سے خدا کی نافرمانی۔ بے شرمی، بے حیائی وجود میں آئے گی بازاروں میں مسلمان کا لڑکا ہو کر غیر محرم عورت کو لے کر اس کی کمر میں ہاتھ رکھ کر چلتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ یہ صرف اس لئے کہ تیرے ماں باپ نے تجھے حرام غذا کھلائی ہے۔

عزیز دوستو! مرنا تو سب کو ہے، سب اپنی اپنی قبر میں۔ تم تمہاری قبر میں اکیلا میں میری قبر میں۔ ہمیں شرم آنی چاہیئے کہ ہماری زبان سے یہ کیسے نکل سکتا ہے کہ اب تو زمانہ ایسا آیا ہے کہ کیا حلال ڈھونڈے اور کیا حرام۔ استغفر اللہ میرے عزیز دوستو اور بزرگو! تفصیل سے میں بیان نہ کر سکا اور نہ کر سکتا ہوں لیکن آپ بہت عقلمند ہیں اور سمجھ گئے ہوں گے کہ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں جب تک ہم لوگ اپنے بچوں کے لئے، اپنے لئے حلال لقمہ کا انتظام نہیں کریں گے پھر مولوی صاحب کے پاس تعویذ لینے کے لئے آتے ہیں کہ مولوی صاحب دس تعویذ بنا دو پھر بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ اللہ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ جو حرام کھائے گا۔ اس کو میں اپنے سے دور کر دوں گا۔ اس لئے میرے بھائیو ٹھنڈے دل سے سوچو! ۔۔۔۔ ملازمت کرنے والا اپنی ملازمت میں سوچے۔ اور تجارت کرنے والا اپنی تجارت میں سوچے۔ کہ کہاں کہاں حلال کمائی ہو رہی ہے اور کہاں کہاں حرام کمائی ہو رہی ہے۔ اس کو سوچو اور اپنے کھاؤں

کے لئے حلال کا انتظام کرو۔

اللہ تعالےٰ مجھے آپ سب کو توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

واخر دعوانا

ان الحمد للہ

رب العالمین

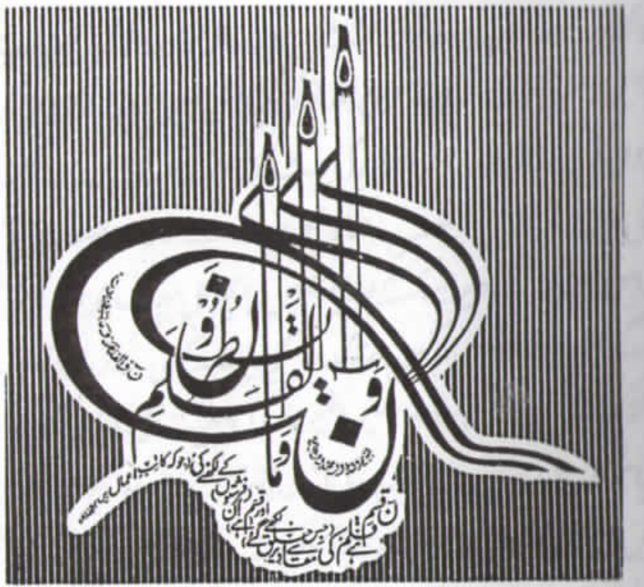

تمہید

مولانا عبدالرحیم لمباڈا صاحب

نحمدہ ونصل علےٰ رسولہ الکریم !

امابعد ! حلال کی فضیلت اورحرام کی وعید سمجھنے کے لئے عزیز مولوی محمد عمران صاحب نے بڑی محنت سے رسالہ موجودہ کو تحریر فرمایا ہے۔ مقدمہ میں احقر کی طرف سے اس پر اضافہ کی گنجائش نہیں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فی زماننا وماحولنا حرام کی بہت سی اقسام رائج ہیں اورانمیں سے بعض کی حرمت تو اظہر من الشمس ہے پھر بھی بہت سے نادان مسلمان اسمیں ملوث ہیں۔ شراب کی حرمت کسکو معلوم نہیں۔؟ پھر بھی بہت جوان آپکو ایسے ملیں گے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی حد تک اسکو پیا ہے۔ کسی نے زیادہ کسی نے کم۔ کم ازکم کسی پارٹی PARTY میں غیروں کی معیت میں اس کو چکھ تو ضرور لیا ہوگا۔ ٹی وی پر جب شراب کی ایڈورٹائز ADVERTISE دیکھتے ہیں تو منہ میں پانی آجاتا ہے۔ شیطان بھی اپنا کام کرتا ہے۔ اور نفس بھی تمنا اورخواہش کرتا ہے۔ پھر اسمیں مبتلا ہوجاتا ہے۔ نیشنل لاٹری NATIONAL LOTTERY میں شرکت اوراس سے حاصل ہونے والی رقم کی حرمت کس کو معلوم نہیں

مگر ہم سنیچر کی شام کسی اسٹور STORE میں جائیں تو دیکھیں گے کہ بلا شرم وحیا، کئی مسلمان مرد تو مرد عورتیں بھی ٹکٹ TICKET خریدنے کی لائن میں کھڑی ہوں گی۔ سود تو ایسی چیز ہے کہ اپنے گھر کی بات ہے بینک اسٹیٹمنٹ BANK STATEMENT تو اپنے گھر کی چہار دیواری ہی میں کھول کر دیکھنا ہوتا ہے۔ کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ کتنے مسلمان ایسے ہوں گے: جو صوم وصلوٰۃ سے متصف ہونے کے باوجود ڈپوزٹ اکاؤنٹ DEPOSIT ACCOUNT کھولے بیٹھے ہیں۔ پہلے تو غریبوں کی امداد کی نیت سے سود لے لیتے ہیں، ایک دو دفعہ اس کو الگ کر کے غربا، کیلئے بھیج بھی دیا ہوگا۔ مگر پھر نفس نے لالچ میں ڈال کر اس کو بھی اپنا ہی تصور کرادیا۔ اور تمیز اور حساب کو ایک بڑی الجھن ہونے کا نقشہ ذہن میں بٹھا کر اپنی ملکیت میں سود کو بھی شامل کرادیا—! کتنے مسلمان ایسی کمپنیوں کے شیئرز SHARES لئے بیٹھے ہیں جو شراب اور محرمات کی تجارت کرتی ہیں۔ اس سے حاصل ہونے والا رزق اپنے استعمال میں لاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایک اتنی طویل فہرست ہے کہ اس کا احصاء دشوار ہے۔ انکو سمجھنے اور ان سے بچنے کی اشد ضرورت ہے۔ مؤلف نے اسی مقصد سے یہ مختصر رسالہ تالیف فرمایا ہے۔

اللہ پاک مؤلفِ کتاب کو ان کی سعی وکاوش کا اپنی شایانِ شان بدلہ نصیب فرمائے رسالہ کو مقبول ونافع بنائے۔ اس کی تالیف واشاعت میں دام ودرم سخن

اور قلم سے حصہ لینے والوں کو اجر جزیل عطا فرماوے۔ اور مؤلف کو اسی طرح مزید رسائل کی تالیف وترتیب کی توفیق اور ہمت نصیب فرمائے۔ آمین

وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ
وصحبہٖ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

عبد ضعیف عبد الرحیم
خادم الحدیث النبوی صلے اللہ علیہ وسلم۔
دار العلوم العربیہ الاسلامیہ (بری) لندن

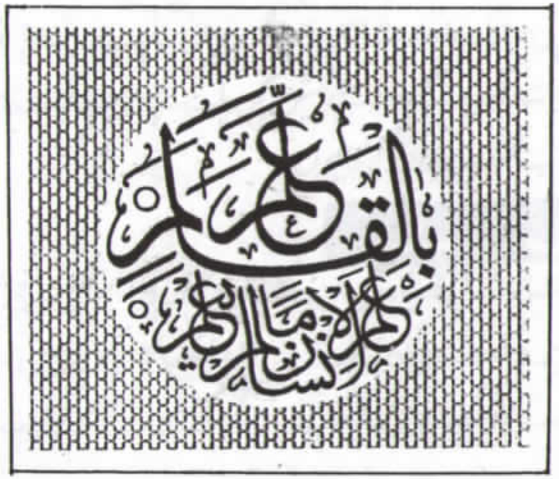

فصل اول ﷺ

چند آیات حلال کی اہمیت کے بارے میں !

مقبول عبادت نہیں بے اکلِ حلال
ہے حکمِ خدا کہ کھاؤ تم طیّب مال !
کافی ہے فضیلت کو کہ اہلِ ایماں
اس حکم میں انبیاء کے ہیں شاملِ حال

اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے اپنے پاک اور مقدس کلام میں کئی آیتوں میں رزقِ حلال کھانے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک احادیث میں بھی تاکید فرمائی گئی ہے. بندہ چند آیات اور احادیث آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ پہلے چند آیات کا ترجمہ اور تفسیر معتبر کتبِ تفسیر سے درج کرتا ہوں ،

آیت ۱

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ	اے پیغمبرو ! تم نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں

خلاصہ تفسیر ہم نے جس طرح تم کو اپنی نعمتوں کے استعمال کی اجازت دی اور عبادت کا حکم دیا اسی طرح سب پیغمبروں کو اور ان کے واسطے سے ان کی امتوں کو بھی حکم دیا کہ اے پیغمبرو! تم اور تمہاری امتیں نفیس چیزیں کھاؤ کہ خدا کی نعمت ہیں اور کھا کر شکر ادا کرو کہ نیک کام کرو "یعنی عبادت" اور میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں تو عبادت اور نیک کاموں پر ان کی جزا اور ثمرات عطا کروں گا۔ معارف القرآن جلد ۶ ص ۳۰۳

یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ اے پیغمبرو! جب انبیاء علیہم السلام کو یہ خطاب کیا گیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے معصوم بنایا ہے تو ان کی امت کے لوگوں کیلئے یہ حکم زیادہ قابل اہتمام اور اصل مقصود بھی امتوں ہی کو اس حکم پر چلانا ہے۔ دوسری آیت میں تو صراحۃً مومنوں کو اسکا حکم دیا گیا ہے اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ وہ روایت یہ ہے کہ:۔

ان اللّٰہ طیب لایقبل الا طیبا وان اللّٰہ امر المؤمنین بما امر به المرسلین، بے شک اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی (مال اور قول وعمل) قبول فرماتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بلا شبہ حلال کھانے کے بارے میں اللہ جل شانہٗ نے پیغمبروں کو جو حکم فرمایا ہے۔ وہی مومنوں کو حکم فرمایا ہے چنانچہ پیغمبروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (جس کے بعد مذکورہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

تلاوت فرمائی۔ اور اس کے بعد دوسری آیت تلاوت فرمائی جس میں مسلمانوں کو صراحۃً حکم دیا گیا ہے۔) مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۱

کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ "یعنی کھاؤ نفیس اشیاء" لفظ طیبات کے لغوی معنی ہیں پاکیزہ، نفیس چیزیں اور چوں کہ شریعتِ اسلام میں جو چیزیں حرام کر دی گئی ہیں نہ وہ پاکیزہ ہیں نہ اہل عقل کے لئے نفیس و مرغوب، اس لئے طیبات سے مراد حلال چیزیں ہیں جو ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے پاکیزہ و نفیس ہیں۔

معارف القرآن جلد ۶ ص ۳۱۵

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ طیبات سے مراد حلال چیزیں ہیں۔ اور یہاں امر وجوب کے لئے ہے (جو حکم دیا گیا ہے وہ واجب ہے۔) مطلب یہ ہے کہ حرام چیزیں نہ کھاؤ۔ یا یہاں پر لذیذ چیزیں بھی مراد ہو سکتی ہیں، اس وقت یہاں پر امر اباحت اور سہولت پیدا کرنے کے لئے ہوگا اس سے رہبانیت اور ترک لذات کی تردید ہو جائے گی۔ اور بعضوں نے فرمایا ہے اس سے حلال صاف قوام والا مراد ہے۔ حلال وہ ہے جس میں خدا کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کی ضد حرام ہے۔ اور صاف سے مراد یہ ہے کہ اس کے کھانے سے اللہ کی یاد نہ بھولے۔ اور اس کی ضد وہ ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور خواہشات نفسانی میں ڈال دے۔ اور قوام سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش کو روکے اور

عقل کی حفاظت رکھے۔ اور اس کی ضد یہ ہے کہ سیری کی مقدار سے زائد ہو۔

تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۳۸۴

مولانا عبدالماجد دریابادی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ طیبات سے مراد ظاہر ہے کہ صرف حلال غذائیں ہیں۔ اگر لذت ہے بھی تو محض عارضی و فوری جس پر حقیقت لذت کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ محققین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں رہبانیت کا بھی ابطال ہے جس میں بعض غالی مبتلا ہیں۔

تفسیر ماجدی ص ۷۰۳

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا یعنی نیک اعمال بجالاؤ۔

اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنے اپنے وقت میں دو ہدایات دی گئیں۔ ایک حلال کھانا دوسرا یہ کہ نیک اعمال کرنا۔ !! علماء نے فرمایا ہے کہ ان دونوں حکموں کو ایک ساتھ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عمل صالح میں بڑا دخل ہے۔ جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے۔ اور غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس میں مشکلات حائل ہو جاتی ہے۔ اور نیک کام سے مراد اللہ کے حکم کو بجالانا اس طور پر کہ جس طرح ہمیں بجالانے کا حکم ہے جو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے اور اسمیں کسی قسم کے شرک کی آمیزش نہ ہو خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہر زمانہ کے پیغمبر کو حکم دیا تھا کہ حرام نہ کھانا حلال کھانا

اور نیک کام کرنا۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ "فَدَلَّ ھٰذا علی ان الحلال عون علی العمل الصالح" یعنی لقمۂ حلال عمل صالح کا مددگار ہے یہاں کوئی رنگ۔ مزہ بیان نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ حلال چیزیں کھاؤ۔ صحیح حدیث میں ہے کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہاں میں بھی چند قراط پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اور حدیث میں ہے حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت کھایا کرتے تھے۔ اخیر میں یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اسکا ہمیں علم نہیں بلکہ انی بما تعملون علیم۔ ہم تو اچھی طرح خبردار ہیں

آیت ۲ يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا۔

اے لوگو جو چیزیں زمین پر موجود ہیں انمیں سے حلال پاک چیزیں کھاؤ۔

لفظ حل کے اصلی معنیٰ گرہ کھولنے کے ہیں۔ جو چیز انسان کے لئے حلال کردی گئی۔ گویا ایک گرہ کھولدی گئی اور پابندی ہٹادی گئی۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے اوپر کی آیتوں میں چوں کہ توحید کا بیان تھا اس لئے یہاں یہ بیان ہو رہا ہے کہ تمام مخلوق کا روزی رساں بھی وہی ہے۔ فرماتا ہے کہ میرا یہ احسان بھی نہ بھلاؤ کہ میں نے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کی جو تمہیں لذیذ اور مرغوب ہیں جو نہ جسم کو ضرر پہونچائے نہ صحت کو اور نہ عقل و ہوش کو۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ:۔

قال سهل بن عبد الله النجاة فی ثلاثة۔ اكل الحلال واداء الفرائض، والاقتداء بالنبی صلی الله علیه وسلم!

حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نجات تین چیزوں میں منحصر ہے۔ حلال کھانا فرائض ادا کرنا، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

وقال ابو عبد الله و اسمه سعید بن یزید خمس خصال بها تمام العلم، وهی معرفة الله عزوجل ومعرفة الحق، واخلاص العمل لله والعمل علی السنة واكل الحلال فان فقدت واحدة لم یرفع العمل۔!

حضرت سعید بن یزید فرماتے ہیں کہ پانچ خصلتیں ایسی ہیں جس کے ذریعہ سے علم تمام وکامل ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور حق بات کی پہچان کرنا ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے عمل کرنا۔ اور سنت پر عمل کرنا اور حلال کھانا۔ اور اگر انمیں سے ایک بھی مفقود ہے۔ تو عمل مقبول نہیں۔

(قرطبی جلد ۲ ص ۲۰۸)

حافظ ابوبکر بن مردویہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس وقت اس آیت کی تلاوت ہوئی

تو حضرت سعد بن اُبی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا، کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمالیا کرے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے سعد رضی پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے۔ تو اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اور جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔

اپنے حالات پر ذرا غور کریں کہ کیا ہم حرام تو نہیں کھا رہے ہیں۔ بہت سے لوگ حرام کھانے کی حد تک تو پرہیز کرتے ہیں لیکن حرام کی دوسری چیزیں استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ جیسے سود رشوت کا مال وغیرہ۔ اگر غور کریں گے تو بہت سی راہیں سمجھ میں آئیں گی۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حرام سے احتراز کرے۔ حلال کی فکر کرے اگرچہ تھوڑا میسر ہووے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

آیت ۳ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ الخ

اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں. جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کے بندے ہو۔

خلاصہ تفسیر اے ایمان والو! ہماری طرف سے تم کو اجازت ہے کہ جو شرع کی رو سے پاک چیزیں ہم نے تمکو مرحمت فرمائی ہیں اسمیں سے جو چاہو کھاؤ (برتو) اور اجازت کے ساتھ یہ حکم ہے کہ حق تعالیٰ کی شکر گذاری کرو. زبان سے بھی ہاتھ پاؤں سے خدمت وطاعت بجالا کر بھی۔ اور دل سے ان نعمتوں کو منجانب اللہ سمجھ کر بھی اگر تم خاص ان کے ساتھ غلامی کا تعلق رکھتے ہو اور یہ تعلق ہونا مسلّم اور ظاہری ہے۔ پس وجوب شکر بھی ثابت ہے۔

"معارف القرآن ج ۱/ص ۳۵۹"

برکتِ حلال اور نحوستِ حرام ❖

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آیات مذکورہ میں جیسے حرام کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اسی طرح حلال طیب چیزوں کے کھانے اور اس پر شکر گذار ہونے کی ترغیب بھی ہے. کیوں کہ جس طرح حرام کھانے سے اخلاقِ رذیلہ پیدا ہوتے ہیں۔ عبادت کا ذوق جاتا رہتا ہے۔ دعاء قبول نہیں ہوتی اسی طرح حلال کھانے سے ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق رذیلہ سے نفرت ہوتی ہے

اخلاق فاضلہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے عبادت میں دل لگتا ہے گناہ سے دل گھبراتا ہے۔ دعاء قبول ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے سب رسولوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ "اے ہمارے رسولو! تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو"۔ اسمیں اشارہ ہے کہ نیک عمل کرنے میں رزق حلال کو بڑا دخل ہے۔ اسی طرح قبول دعاء میں حلال کھانا معین اور حرام کھانا مانع قبول ہے۔

(معارف القرآن ج ۱)

ایک روایت میں ہے کہ "طلب الحلال فریضة علی کل مسلم" اور دوسری روایت میں ہے کہ "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مراد علم سے حلال اور حرام کا علم ہے اور دونوں حدیثوں سے مقصود ایک ہی چیز ہے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے اہل وعیال کو حلال مال کما کر کھلادے وہ ایسا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اور جو شخص کہ دنیا کو حلال پارسائی کے ساتھ طلب کرے وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوگا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک کپڑا دس درہم کا خریدے اور اس قیمت میں ایک درہم حرام ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حلال کھانے کی اور حرام سے پرہیز کرنے کی توفیق عطاء فرماویں۔ آمین۔

ناحق مال کھانے کی ممانعت

آیت ۴ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

ترجمہ:- اور آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق مت کھاؤ۔

اس آیت میں حرام طریقوں سے مال حاصل کرنے اور استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ جس طرح اس سے پہلے کی آیتوں میں حلال طریقوں پر حاصل کرنے اور استعمال کرنے کی اجازت کا بیان گذر چکا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا حصہ اسی کام کے لئے وقف رہا ہے کہ امت کو حرام سے بچانے اور حلال کے استعمال کرنے کی ہدایت دیں اور اس آیت میں ارشاد خداوندی کے الفاظ عام ہیں کہ باطل اور ناجائز طریقوں سے کسی کا مال نہ کھاؤ۔ اسمیں کسی کا مال غصب کر لینا بھی داخل ہے۔ چوری ڈاکہ جسمیں دوسرے پر ظلم کر کے جبراً مال چھین لیا جاتا ہے وہ بھی اور سود USURY قمار GAMBELING رشوت BRIBERY اور تمام بیوع فاسدہ بھی جواز روئے شرع جائز نہیں اگرچہ فریقین کی رضامندی بھی متحقق ہو، جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال حاصل کرنا۔ یا ایسی کمائی جس کو شریعت اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے۔ اگرچہ اپنی جان کی محنت ہی سے حاصل کی گئی ہو وہ سب حرام اور باطل ہیں اور قرآن کے

الفاظ میں اگرچہ صراحۃ کھانے کی ممانعت مذکور ہے لیکن مراد اس جگہ صرف کھانا ہی نہیں بلکہ مطلق استعمال کرنا ہے۔ اگرچہ وہ مال کھانے پینے کے لائق نہ ہو۔

(حوالہ بالا)

علامہ ذہبیؒ نے کتاب الکبائر میں اٹھائیسواں کبیرہ گناہ کے ماتحت اس آیت کو نقل فرما کر اس کا مطلب لکھا ہے کہ ای۔ لایاکل بعضکم مال بعض بالباطل۔ یعنی کوئی کسی کا مال باطل ذریعہ سے نہ کھائے۔ پھر آگے فرماتے ہیں:-

والاكل بالباطل على وجهين احدهما ان يكون على جهة الظلم نحو الغصب والخيانة والسرقه. والثانى على جهة الهزل واللعب كالذى يوخذ فى القمار والملاهى ونحو ذالك

اور باطل طریقہ سے کھانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ظلم کے طریقہ پر ہو مثلاً غصب خیانت اور چوری کے ذریعہ حاصل کرے دوسرے یہ کہ مزاح اور کھیل کے ذریعہ حاصل کرے جیسے جوے میں اور دوسرے کھیل کے مواقع پر لیتے ہیں اور اسی طرح اور بہت سی صورتیں۔

(کتاب الکبائر)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم حرام کھانے سے بھی پرہیز کریں۔ اور حرام کی دوسری چیزوں کے استعمال سے بھی پرہیز کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی حالت کا جائزہ لیں

کہ کن کن راہوں سے راستوں سے ہمارے پاس مال آرہا ہے کہیں سود کے پیسے تو نہیں آرہے ہیں۔ انٹرسٹ INTREST کی رقم سے کیا ہمارا بینک بیلینس BANK BALANCE تو نہیں بھرا ہوا، کہیں جھوٹ بول کر تو سرکا سے پیسہ نہیں لے رہے ہیں۔ کماکرلانے والا کسی ناجائز محکمہ GOVERMENT میں تو کام نہیں کررہا اگر غور کریں گے تو بہت سی راہیں سمجھ میں آئے نگی۔ پھر اس رقم سے گھر کے اخراجات بھی چلتے ہیں، کپڑے بھی بنتے ہیں۔ گھر میں سجاوٹ بھی ہوتی ہے گاڑی CAR بھی خریدی جاتی ہے۔ جب حرام ہی غذا ہو جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وغذی بالحرام فانی یستجاب لذالك، اگر ایسے حالات ھیں تو دعائیں بھی قبول نہیں ہوتی (اللّٰھم احفظنا)

آیت ۵

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۔

ترجمہ:۔ جو چیزیں اللہ نے تمکو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاو اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (النحل ۱۱۴)

آیت ۶

كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (طٰہٰ-۸۱)

ترجمہ:۔ کھاؤ ستھری چیزیں۔ جو روزی دی ہم نے تمکو اور نہ کرو اسمیں زیادتی پھر تو اتریگا

تم پر میرا غضب اور جس پر میرا غضب اترا سو وہ پٹکا گیا۔

خلاصۂ تفسیر

ہم نے جو نفیس چیزیں شرعاً بھی کہ حلال ہیں اور طبعاً بھی کہ لذیذ ھیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ، اور ان کے کھانے میں حد شرعی سے مت گزرو مثلا یہ کہ حرام سے حاصل کیا جاوے یا کھا کر معصیت کی جاوے۔ کہیں میرا غضب تم پر واقع ہو جاوے۔ اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گزرا ہے۔

(معارف القرآن جلد ۶ ص ۱۱۷)

آیت ۷

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔ (النساء ۱۰)

ترجمہ:۔ جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں۔

خلاصہ تفسیر

بلا شبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں (برتتے)، ہیں اور

کچھ نہیں اپنے شکم میں دوزخ کے انگارے بھر رہے ہیں یعنی انجام اس کھانیکا یہ ہونے والا ہے۔ اور اس انجام کے مرتب ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں کیونکہ عنقریب ہی دوزخ کی جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔ وہاں یہ انجام نظر آئیگا۔

(معارف القرآن جلد ۲ ص ۳۲۸)

اس آیت میں یتیموں کے مال میں ناجائز تصرف کرنے والوں کے لئے وعید شدید کا بیان ہے۔ کہ جو شخص ناجائز طور پر یتیم کا مال کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ یتیم کا مال ناحق کھانے والا قیامت کے روز اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ پیٹ کے اندر سے آگ کی لپٹیں اس کے منہ۔ ناک۔ اور کانوں۔ آنکھوں سے نکل رہی ہوں گی۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم قیامت کے روز اس طرح اٹھائی جائے گی کہ ان کے منہ آگ سے بھڑک رہے ہوں گے۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا "الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا"،

(ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۵۶)

آیت کے مضمون کا خلاصہ یہ ہوا کہ یتیموں کا مال جو ناحق کھایا جائے وہ درحقیقت جہنم کی آگ ہو گی۔ گو اس وقت اسکا آگ ہونا محسوس نہ ہو۔ اسی لئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں شدید احتیاط کے لئے واضح ہدایات دی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

احرج مال الضعفین المرأة والیتیم۔

میں تم کو خاص طور پر دو ضعیفوں کے مال سے بچنے کی تنبیہ کرتا ہوں۔ ایک عورت دوسرے یتیم۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۳۱۴)

آیت ۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو! مت کھاؤ سود دُونے پر دُونا۔ اور ڈرو اللہ سے تاکہ تمہارا بھلا ہو جائے۔

اے ایمان والو سود مت کھاؤ یعنی مت لو اصل سے کئی حصے زائد کر کے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔ یعنی جنت نصیب ہو اور دوزخ سے نجات ہو۔

(معارف القرآن جلد ۲ ص ۱۷۶)

یہ چند آیتیں آپکے سامنے ذکر کی گئیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لقمۂ حلال کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔ اسلام میں لقمۂ حلال اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کی سب سے اول شرط ہے۔ حرام لقمے سے کبھی قرب پیدا نہیں ہوتا۔ توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اور سرکشی کرنے اور برے کام کرنے کو جی چاہتا ہے اور

جولوگ جائز کمائی استعمال کرتے ہیں۔ ان کے قلب میں نور ہوتا ہے اور نیک کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ بڑا فرق پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطاء کریں آمین یارب العالمین۔

فصل ثانی

اہمیت چند احادیث

حلال کھانے کی فضیلت اور حرام کھانے کا اثر

حدیث ۔ ۱

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله طیب لا یقبل الا طیباً وان الله امر المومنین بما امر به المرسلین فقال یاایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا وقال تعالےٰ یاایها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم ثم ذکر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے اور وہ صرف (پاک صدقات اعمال واقوال) ہی قبول فرماتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے۔ وہی اپنے سب مؤمن بندوں کو دیا ہے۔ پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے کہ " اے پیغمبرو! تم کھاؤ پاک اور حلال غذا۔ اور عمل کرو صالح" اور اہل

الرجل یطیل السفر اَشعث اغبر یمد یدیه الی السماء یَارَبِّ یَارَبِّ ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فانّٰی یستجاب لذالك مشکوۃ شریف ۔ ص۲۴۱

ایمان کو مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ"، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر رہا ہو اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں جسم پر گرد و غبار ہو اور وہ اس حالت میں آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے یارب یارب کہہ کر دعاء کرتا ہو۔ یہ شخص دعاء تو کر رہا ہے اور حال یہ ہیکہ اس کا کھانا حرام۔ اور پینا حرام اور پہننا حرام اور حرام غذاء سے اسکی نشو و نما ہوئی ہو، پس ان حالات کی وجہ سے اسکی دعاء کیوں کر قبول ہوگی۔

تشریح اس حدیث کا مطلب اور پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور جو صدقہ حلال مال سے ہوگا۔ وہی قبول فرمائے گا اسلئے کہ مالِ حلال اور رزق حلال بھی حرمت کی نجاستوں سے پاک ہوتا ہے۔ تو تقاضاء عبودیت یہی ہے کہ بندہ حلال ہی مال اپنے پاس رکھے اور حلال رزق ہی کھائے تاکہ اس حلال کی وجہ سے اس بندہ کو بارگاہ خداوندی میں تقرب کی دولت حاصل ہو۔ آگے ارشاد فرمایا کہ حرام سے بچنے اور صرف حلال استعمال کرنے کا جو امرالٰہی ہے۔ اہل ایمان کی طرح سے تمام پیغمبروں کو بھی دیا گیا تھا لہٰذا ہر مومن کو

چاہیئے کہ وہ اس حکم الٰہی کی عظمت و اہمیت کو محسوس کرے اور ہمیشہ اس پر عمل کرے۔ اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا کہ حرام مال اتنا خبیث اور ایسا منحوس ہے کہ اگر کوئی لمبے سفر میں ہو اور بدحالی کی وجہ سے اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں جسم پر غبار ہو اور وہ اس بدحالی میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے یارب یارب کہہ کر خدا کو پکار رہا ہو اور چاہتا ہو کہ میری حاجت قبول ہو جائے بھلا اسکی دعاء کیسے قبول ہو سکتی ہے۔؟ اسلئے کہ اسکا کھانا حرام ہے اور لباس حرام ہے۔ اور اسکی نشو و نما بھی حرام غذا سے ہوئی ہو۔ —— مسافر کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کی دعاء خصوصیت سے قبول ہوتی ہے۔ اور مضطر و پریشان حال کی دعاء بھی قبولیت سے قریب تر ہوتی ہے۔ لیکن مسافر اور پریشان حال ہونے کے باوجود ایسے شخص کی دعاء قبول نہیں ہوتی جسکا کھانا پینا اور پہننا حرام ہو۔ آجکل بہت سی دعائیں کی جاتی ہیں لیکن دعائیں قبول نہیں ہوتیں لوگ شکایتیں کرتے پھرتے ہیں کہ دعاؤں کا اسقدر اہتمام کرتے ہیں پھر بھی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ تو انکو اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم کتنا حلال کھاتے ہیں اور حرام کتنا۔ اور کپڑے جو پہنتے ہیں وہ حلال آمدنی کے یا حرام کے اگر روزی حرام ہے یا لباس حرام ہے تو اس کو ترک کریں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحبُّ وترضیٰ

حدیث ۔۲

وعن انس رضی اللہ قال
قلت یارسول اللہ! ادع اللہ
ان یجعلنی مستجاب الدعوۃ
فقال صلی اللہ علیہ وسلم!
یا انس اطب کسبك تجب
دعوتك، فان الرجل لیرفع
اللقمۃ من الحرام الیٰ فیہ
فلا یستجاب لہ دعوۃ اربعین
یومًا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعاء فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنادے آپ نے فرمایا اے انس اپنی کمائی حلال رکھو تمہاری دعاء قبول ہوگی۔ کیوں کہ جو کوئی شخص حرام کا لقمہ منہ میں لیتا ہے تو چالیس دن تک اس کی کوئی دعاء قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ دعاء کی قبولیت حلال رزق پر موقوف ہے۔ اسی لئے کہا گیا کہ دعاء کے دو بازو ہیں۔ ایک تو اکل حلال دوسرا صدق مقال۔ یعنی حلال کھانا اور سچ بولنا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رح فضائل رمضان میں نمبر ۶ حدیث کے ماتحت لکھا ہے کہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ کوفہ میں مستجاب الدعا لوگوں کی ایک جماعت تھی جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا تو

وہ لوگ اس کے لئے بدعا کرتے وہ ہلاک ہوجاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی۔ جس میں ان حضرات کو خاص طور پر شریک کیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوگئے تو کہا کہ میں ان لوگوں کی دعاء سے محفوظ ہوگیا۔ کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہمارے زمانے کی روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے جہاں ہروقت سود تک کے جواز کی کوشش جاری ہو۔ ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دینے کو بہتر سمجھتے ہوں۔

علامہ منذری نے الترغیب والترہیب میں اس روایت کو حضرت ابن عباس رض سے نقل فرمایا ہے اور اسمیں کچھ الفاظ زائد نقل فرمائے ہیں۔ اور اسمیں سوال کرنیوالے حضرت سعد بن وقاص رض ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ الگ الگ اوقات میں دونوں واقعات پیش آئے ہوں۔

حرام کی نحوست

حدیث ۳

روی فی حدیث ان ملکا علی بیت المقدس ینادی کل یوم وکل لیلۃ من اکل حرامًا لم یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلًا
(الکبائر لذھبی)

ترجمہ ایک حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر

روزانہ دن رات یہ آواز لگاتا ہے کہ جس شخص نے حرام کھایا اللہ تعالیٰ اس کی نفلیں اور فرائض کچھ قبول نہیں فرمائے گا۔

حدیث ۴

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال لان یجعل احدکم فی فیہ ترابا خیر من ان یجعل فی فیہ حراما۔ (الکبائر عن احمد)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے منہ میں مٹی بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے منہ میں حرام لقمہ ڈالے۔

لقمۂ حرام جہنم میں داخلہ کا سبب ہے،

حدیث ۵

عن کعب بن عجرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ جسد غذی بالحرام (الکبائر - ترمذی)

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جسکی پرورش لقمۂ حرام سے ہوئی ہو۔ (ترمذی)

حدیث ۶

وعن کعب بن عجرۃ رضؓ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کعب بن عجرۃ انہ لا یدخل الجنۃ لحم ودم نبتا علی سحت، النار اولیٰ بہ۔

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے کعب بن عجرہ بیشک وہ گوشت اور خون جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جو حرام سے پیدا ہوا ہو۔ اور دوزخ ہی اس کے لئے زیادہ مستحق ہے۔

حدیث ۷

وعن جابر رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولیٰ بہ (مشکوٰۃ صـ ۲۴۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت اور وہ جسم جسکی نشو نما مال حرام سے ہوئی ہو جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور ہر ایسا گوشت دوزخ کی آگ ہی کے لائق ہے۔

تشریح:- خدا کی پناہ! ان حدیثوں میں بڑی سخت وعید ہے

ان حدیثوں کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ جس کی نشو نما مالِ حرام اور لقمۂ حرام سے ہوئی ہو وہ جنت کے داخلے سے محروم رہے گا۔ اور جہنم ہی اسکا مسکن ہوگا (اللھم احفظنا) لیکن شارحین حدیث نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ اگر ایسا آدمی مؤمن ہے تو شروع میں نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بلکہ حرام خوری کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا۔ اور اگر مرنے سے قبل اس کو سچی توبہ نصیب ہوگئی یا کسی مقبول بندہ نے اس کی مغفرت کی دعا کی اور قبول ہوگئی یا خود رحمت الٰہی نے مغفرت کا فیصلہ فرمادیا تو عذاب کے بغیر بھی بخشا جا سکتا ہے اور اس وعید سے مستثنیٰ ہوگا

حدیث ۸

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَاْتی علیٰ الناس زمان لایبالی المرأ ما اخذ منہ امن الحلال أمن الحرام۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ جو وہ لے رہا ہے کیا حلال طریقہ سے ہے یا حرام سے۔ (بخاری)

تشریح

مسند کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ "فاذ ذالک لا یجاب لھم دعوۃ" جب امت میں ایسا حال ہو جائے گا تو ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ اس حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسمیں آدمی حلال وحرام مال کے درمیان تمیز کرنا چھوڑ دے گا اور جس کو بھی جو مال حاصل ہوگا اسے یہ دیکھے بغیر کہ یہ حلال ہے یا حرام ہضم کر جائے گا۔ اور جس زمانہ کی اس حدیث میں خبر دی ہے۔ وہ بلاشبہ آچکا ہے آج ایسے کتنے لوگ ہیں جو حلال وحرام میں تمیز کرتے ہیں۔؟ ہوسکتا ہے کہ آگے چل کر اس سے زیادہ خراب زمانہ آئے لیکن فی الحال اور فی المآل ہر ہر زمانے میں ایسے لوگ رہیں گے جو حلال کھانے کے پابند ہونگے۔ جیسے کہ ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے حلال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ایذاؤں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں جائے گا صحابہ رضؓ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آج کل تو یہ حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں عام ہیں بیشتر مسلمان ان چیزوں کے پابند ہیں، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! آئندہ بھی ہر زمانہ میں ایسے لوگ رہیں گے جو ان احکام کے پابند ہوں گے۔ (ترمذی) اللّٰھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اکل حلال کا اہتمام عطا فرماویں، ایک روایت میں ہے کہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے۔ کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جب وہ تمہارے اندر موجود ہوں تو وہ تمہارے لئے کافی ہیں اور وہ خصلتیں یہ ہیں کہ۔ امانت کی حفاظت۔ سچ بولنا۔ حسن خلق، اور کھانے میں حلال کا اہتمام۔ (الترغیب والترہیب) اللّٰہم ارزقنا اتباعہٗ

مالِ حرام اور لقمۂ حرام سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں

حدیث ۹

روی عن رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال لیؤتیٰ یوم القیامۃ باناس معھم من الحسنات کأمثال جبل تھامۃ حتی اذا جیئ بھم جعلھا اللّٰہ ھباءً منثورا ثم یقذف بھم فی النار فقیل یارسول اللّٰہ کیف ذالک ؟ قال کانوا یصلون، ویصومون، ویزکون، ویحجون۔ غیر انھم کانوا اذا عرض لھم شیئ من الحرام اخذوہ فاحبط اللّٰہ اعمالھم۔ (الکبائر۔ طبرانی)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ ایسے لوگ لائے جائیں گے جن کے ساتھ تہامہ پہاڑ کی طرح سے نیکیاں ہوں گی مگر جب ان کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ہبآ منثورا (کالعدم) کردیں گے۔ پھر ان سب کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہوگا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے۔ زکوٰۃ ادا کرتے تھے حج بھی کرتے تھے مگر ان سب کے باوجود کوئی ذرا حرام مال سامنے آیا اس کو بے دریغ لے لیتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے اعمال کالعدم کردئے

❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖

فائدہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو حرام مال کی تمیز کرتے ہیں ؟ آج امت میں ان لوگوں میں بھی جو دیندار سمجھے جاتے ہیں کتنے ہیں جو اپنے پاس آنے والے مال سامان کھانا پینا اور لباس وغیرہ میں سوچنا اور تحقیق کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین

حدیث ۱۰

جاء عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من حج بمال حرام فقال لبّیک قال ملک لا لبّیک ولا سعدیک

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص حرام مال سے حج کرے اور جب وہ لبیک کہے تو اس کے جواب میں فرشتہ کہتا ہے

حجك مردودٌ عليك

(الكبائر ـ طبرانی)

نہ تیرا لبیک معتبر ہے نہ سعدیک تیرا حج تیرے ہی اوپر لوٹا دیا گیا۔

حدیث ۱۱

عن ابن عمر قال من اشتریٰ ثوبا بعشرة دراهم وفيه درهم حرام لم يقبل الله له صلوٰة مادام عليه ثم ادخل اصبعيه فى اذنيه وقال صُمّتا ان لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم سمعته يقوله (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور انمیں ایک درہم بھی حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا اسکی کوئی نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہ ہوگی۔ (یہ بیان کرکے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں کانوں میں ڈالدیں اور فرمانے لگے بہرے ہوجائیں میرے یہ دونوں کان، اگر مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے نہ سنا ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۲۴۳)

تشریح

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جسم پر اگر ادنیٰ ترین جزء بھی حرام مال کا ہو تو وہ عبادت پر اثر پذیر ہوتا ہے۔ اور اس کو سمجھانے کیلئے بطور مثال حدیث میں

بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر حرام کے مال سے کپڑا خریدا اگرچہ اسمیں ایک درہم ہی حرام کا ہو تو اسکی نماز قبول نہیں ہوگی بہرحال فرض ساقط ہوجائیگا۔

روایت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ مینے جو کہا یہ مینے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے کانوں سے سنا اور اگر میں یہ غلط کہہ رہا ہوں تو یہ میرے کان بہرے ہوجائیں۔

حدیث ۱۲

عن ابى هريرة رضـ عن النبى صلے الله عليه وسلم من اشترى سرقة، وهو يعلم انها سرقة فقد اشترك فى عارها واثمها

(الترغيب ـ والترهيب)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے چوری کا مال خریدا اور وہ جانتا ہو کہ وہ چوری کا مال ہے۔ تو تحقیق کہ وہ اسکی برائی اور اس کے گناہ میں شامل ہوا۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خریدنے والے کو اگر معلوم ہو کہ وہ جو مال خرید رہا ہے۔ وہ چوری کا ہے تو وہ اس کے گناہ میں شامل ہوا۔ اور وہ مال اس کے لئے حلال نہیں۔ ہمارے اس دور میں کتنی دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض

مذکورہ تشریح استاذ حدیث حضرت مولانا عبد الرحیم لمباڈا صاحب کی ہے۔

لوگ سامان لیکر گھر گھر بیچنے کو نکلتے ہیں۔ تو بہت سی دفعہ یہ بیچنے والے چور ہوتے ہیں جو کسی فیکٹری سے یا اپنے کام کرنے کی جگہ سے مال چرا لیتے ہیں اور دوپہر کو ایک گھنٹہ کے وقفۂ طعام میں DINNERTIME لوگوں کو مفت دام میں بیچ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض چور تو ایسے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو آرڈر ORDER دیتے ہیں کہ اتنے پیکٹ کی ضرورت ہے تو یہ باقاعدہ چرا کر مفت کے دام دے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان بھی طبعی لالچ کی وجہ سے اس کی رغبت رکھ کر اسکو خرید لیتا ہے حالاں کہ حدیث مذکورہ کی رو سے۔ یہ اس گناہ میں شرکت کے برابر ہے۔

بس یہ بارہ ۱۲ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں اس کے متعلق احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں ان سب کا لکھنا تو بہت طویل ہے مختصر یہ کہ جو بھی لقمہ منہ میں ڈالے تو اول یہ دیکھ لیں کہ آیا جو میں کھا رہا ہوں وہ حلال ہے یا حرام۔ ہر چیز میں حلال اور حرام کی تفتیش بہت اہم اور نہایت ضروری ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

فصل ثالث

فضائلِ کسبِ حلال
اور حرام کمائی پر وعیدیں

پچھلے صفحات میں مذکورہ آیات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ حلال لقمہ کی شرع میں کتنی اہمیت ہے اسی طرح حلال لقمہ کیلئے۔ تجارت صنعت وحرفت۔ مزدوری وغیرہ کے جائز ذرائع اور پیشوں کی اہمیت بھی قرآن اور حدیث میں واضح کی گئی ہے۔ مختصراً یہاں پر ذکر کیا جاتا ہے اور اس کو تفصیل سے بڑی کتابوں میں اور اکابر علماء کرام سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

قرآنی آیات اور کسب معاش ،

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فضائلِ تجارت میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔ "وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا" اور بنایا دن کمائی کرنے کو۔ اس آیت شریفہ کو اللہ جل شانہٗ نے احسان جتانے کے لئے بیان فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا

تَشْکُرُوْنَ ۔" اور ہمنے تمکو جگہ دی زمین میں اور مقرر کردیں اسمیں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو۔"

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

وَآخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ

اور کتنے لوگ پھریں گے ملک میں ڈھونڈنے اللہ تعالیٰ کے فضل کو۔

(فوائد القرآن)

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔

پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔

قرآنی آیات؛ صنعت وحرفت کی اہمیت

انسانی تمدن کو جن صنعتوں اور ہنرمندیوں کی ضرورت ہے انمیں سے بعض کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔ دنیا میں سب سے اول حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تھی اور کشتی کی تشکیل اور صنعت کی تکمیل آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی تھی۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ:۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا " اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی بنا لیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم ملا اس وقت

وہ نہ کشتی کو جانتے تھے۔ نہ اس کے بنانے کو، اس لئے سفینہ سازی کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ آپ کشتی بنائیے ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق۔

روایات حدیث میں ہے کہ جبرئیل امین نے بذریعہ وحیِ الٰہی حضرت نوح علیہ السلام کو سفینہ سازی کی تمام ضروریات اور اس کا طریقہ بتلایا۔ انہوں نے سال کی لکڑی سے یہ کشتی تیار کی۔

حافظ شمس الدین ذھبی کی الطب النبوی میں بعض سلف سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان کے لئے جتنی صنعتوں کی ضرورت ہے ان سب کی ابتداء بذریعہ وحی الٰہی کسی پیغمبر کے ذریعہ عمل میں آئی ہے پھر حسب ضرورت اسمیں اضافے اور سہولتیں مختلف زمانوں میں ہوتی رہیں۔ (معارف القرآن ج۴ ص۶۲۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کو زِرہ بنانے کی صنعت اور اس پیشہ کی ضرورت اور صنعت بذریعہ وحی تعلیم دی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ

یعنی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کی صنعت لوگوں کے نفع کے واسطے سکھائی تاکہ وہ زرہ تمکو لڑائی میں ایک دوسرے کی زد سے بچائے۔ سو تم شکر کرو گے بھی؟۔

اس آیت میں زرہ سازی کی صنعت حضرت داؤد علیہ السلام کو سکھانے کے ذکر کے ساتھ اس کی حکمت بھی یہ بتلائی کہ "لتحصنکم من بأسکم" یعنی تاکہ یہ زرہ تمہیں جنگ کے وقت تیز تلوار کے خطرہ سے محفوظ رکھ سکے، یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس سے اہل دین اور اہل دنیا سب کو کام پڑتا ہے اسلئے اس صنعت کے سکھانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک انعام قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جس صنعت کے ذریعہ لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں اسکا سیکھنا سکھانا داخل ثواب ہے۔ بشرطیکہ نیت خدمت خلق کی ہو صرف کمائی ہی کا مقصد نہ ہو۔ (معارف القرآن ج ۶، ص ۲۱۲)

قصص القرآن کی جلد ۳ ص ۸۳ پر لکھا ہے کہ شاہی اور شہنشاہی کے باوجود حضرت داؤد علیہ السلام، سلطنت و مملکت کے مالیہ سے ایک حبہ نہیں لیتے تھے اور اپنا اور اہل و عیال کی معاش کا بار بیت المال پر نہیں ڈالتے تھے بلکہ اپنی محنت اور ہاتھ کی کمائی سے حلال روزی حاصل کرتے اور اسکو ذریعۂ معاش بناتے تھے۔

شیخ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام دعا مانگا کرتے تھے کہ خدایا ایسی صورت پیدا کردے کہ میرے لئے ہاتھ کی کمائی آسان ہو جائے کیوں کہ میں بیت المال پر اپنی معاش کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کے ساتھ قبول فرمالیا

کہ ان کے ہاتھ میں لوہے اور فولاد کو موم کی طرح نرم کردیا کہ جب زرہ بناتے تو سخت مشقت اور آلات کے بغیر فولاد کو جس طرح چاہتے کام میں لاتے اور ان کے ہاتھ میں موم کی طرح بآسانی ہر قسم کی شکل اختیار کرلیتا تھا۔ جو لڑائی میں حفاظت اور دفاع کا خوب کام دیتی تھیں۔

احادیث کی روشنی میں کسبِ حلال

اسی طرح احادیث کی روشنی میں بھی رزق حلال کی کمائی، کسب معاش مزدوری، تجارت، صنعت و حرفت کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پیشِ خدمت ہیں۔

کسبِ حلال ایک فریضہ ہے

حدیث ۱ عن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال حاصل کرنے کی فکر و کوشش فرض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

تشریح

اکثر شارحین نے حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے۔ اور بظاہر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ جو اسلام کے اولین اور بنیادی ارکان وفرائض ہیں۔ درجہ ومرتبہ میں ان کے بعد حلال روزی حاصل کرنے کی فکر اور کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے۔ بندہ اگر اس سے غفلت برتے اور کوتاہی کریگا تو خطرہ ہے کہ حرام روزی سے پیٹ بھرے اور آخرت میں اس کا انجام وہ ہوگا جو حرام سے پیٹ بھرنے والوں کا بتلایا گیا ہے۔ اللہ کی پناہ!

پھر یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے کسی فریضہ کا ادا کرنا اسکی بندگی اور عبادت ہے۔ اور بندہ اس پر اجر وثواب کا مستحق ہے جو فریضہ کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا چاہیئے۔ پس کسبِ حلال کی فکر وکاوش اور اسمیں مشغول ہونا عین دین وعبادت اور موجب اجر وثواب ہے اور اسمیں کسبِ حلال کے طالب ہر تاجر، ہر مزدور، ہر کاشتکار اور دستکار کے لئے کتنی بڑی بشارت ہے البتہ یہ پیشِ نظر رہے کہ اس حدیث میں صرف کمائی کرنے کو نہیں بلکہ کسبِ حلال کی تلاش وفکر کو فریضہ بتلایا گیا ہے اور اس ارشاد کا خاص مقصد اور مطمحِ نظر حرام سے بچنا ہے۔ (معارف الحدیث ج ۷ ص ۶۵)

اپنے ہاتھ کی کمائی حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت ہے!

حدیث ۲

عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ما اکل احدٌ طعاماً قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود یاکل من عمل یدیہ (بخاری شریف)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی نے نہیں کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی! حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کمانے کی صنعت وحرفت، کسب معاش کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے کہ بہترین کمائی وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ سے کمائے اور یہ اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت ہے اور جیسا کہ اوپر گذرا کہ قرآن مجید میں ہے کہ وہ زرہیں بناتے تھے۔ بلاشبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے دستکاری اور ذاتی محنت کو بلند مقام عطا فرمایا ہے۔

بہترین کمائی اور پاکیزہ کھانا

حدیث ۳

عن رافع بن خدیج رضؓ قال قیل یارسول اللہ ای الکسب الطیب؟ قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور!

(احمد)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضرت کونسی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا اور ہر تجارت جو پاکبازی کے ساتھ ہو!

مطلب یہ ہیکہ سب سے اچھی کمائی تو وہی ہے جو خود اپنے دست وبازو اور اپنی محنت سے ہو۔ اور اس تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔ کل بیع مبرور،، کا یہی مطلب ہے۔

(معارف الحدیث جلد، ص ۶۹)

یہی مضمون حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرمؐ سے یوں نقل فرمایا کہ "ان اطیب ما اکلتم من کسبکم،، یعنی بہترین کھانا وہ ہے جو تم اپنی کمائی سے کھاؤ۔

(ابوداؤد — ترمذی)

امانت دار تاجر کا رتبہ اور مقام

حدیث ۴

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداءؔ — (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پوری سچائی اور ایمانداری کیساتھ کاروبار کرنے والا تاجر، نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

معارف الحدیث جلد ۷ میں صفحہ ۶۷ پر اسکی یوں تشریح کی گئی ہے کہ الصدوق اور الامین دونوں مبالغے کے صیغے ہیں، حدیث کا مطلب اور پیغام واضح ہے کہ جو تاجر اور سوداگر اپنے کاروبار میں سچائی اور امانت یعنی دیانت داری کو پورے اہتمام سے پابندی کریں گے۔ قیامت اور آخرت میں وہ نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی جو بندے اللہ ورسول کی فرماں برداری کریں گے۔ وہ قیامت وآخرت میں ان مقبولین ومقربین کے ساتھ ہونگے

جن پر اللہ تعالےٰ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء، وصدیقین اور شہداء وصالحین (کے ساتھ) اور یہ سب بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ تجارت اور سوداگری بڑی آزمائش کی چیز ہے۔ تاجر کے سامنے بار بار ایسی صورتیں آتی ہیں کہ اگر وہ خدا کے حکم کے مطابق سچائی اور ایمانداری کی پابندی کرے تو اس کو بظاہر نقصان ہوتا ہے اور اگر سچائی و دیانت داری کا لحاظ کرنے کے بجائے اس وقت وہ اپنی تجارتی مصلحت کے مطابق بازاری بات کرے تو ہزاروں لاکھوں کا نفع ہوتا ہے۔ پس جو تاجر اپنی تجارتی مصلحت اور نفع نقصان سے صرف نظر کرکے اللہ کے حکم کیمطابق ہر حال میں سچائی اور ایمانداری کی پابندی کرتا ہے۔ وہ خدائی امتحان میں بڑا کامیاب ہے اور اس حدیث پاک میں ایسے تاجروں کو بشارت سنائی گئی ہے۔ کہ قیامت و آخرت میں وہ اللہ کے مقبول ترین بندوں یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انکی سچائی و دیانت داری کا صلہ ہوگا۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ اپنی کتاب اکسیر ہدایت میں فرماتے ہیں کہ اے عزیز تو جان لے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خلق سے بے پرواہ رکھنا اور کسب حلال سے ان کی کفالت کرنا۔ راہ دین میں جہاد کرنا ہے۔ اور بہت سی عبادتوں سے افضل ہے۔ ایک دن جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے صبح سویرے ایک جوان ادھر سے گذرا اور ایک دکان میں چلا گیا

صحابہؓ نے کہا کہ افسوس یہ اتنے سویرے خدا کی راہ میں اٹھا ہوتا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیوں کہ اگر وہ اپنے واسطے یا اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں کو خلق سے بے پرواہ کرنے جاتا ہے تو وہ خدا کی راہ میں ہے اور اگر تفاخر اور تونگری کے لئے جاتا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خلق سے بے پرواہ ہونے کو یا اپنے پڑوسیوں اور عزیزوں کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا میں حلال طلب کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور اور تاباں ہوگا۔ اور فرمایا کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اس نے کہا عبادت کرتا ہوں پوچھا کھانا کہاں سے کھاتا ہے اس نے کہا میرا ایک بھائی ہے وہ مجھے کھانا مہیا کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عابد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کسب نہ چھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالیٰ روزی دیتا ہے۔ کیوں کہ حق تعالےٰ آسمان پر سے سونا، چاندی نہیں بھیجتا ہے یعنی اس امر کی اسے قدرت ہے۔ مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اس کی عادت ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب نہ چھوڑنا کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اس کا دل تنگ ہوجاتا ہے۔ عقل ضعیف ہوجاتی ہے

مروت زائل ہوجاتی ہے۔ لوگ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تاجر امانت دار بہتر ہے۔ کہ وہ جہاد میں ہے۔ اس واسطے کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے میں اس کے درپے ہے۔ اور وہ اس کے خلاف کرتا ہے۔

(کیمیائے سعادت ص۱۵۳)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ آگے ایک سوال قائم کرکے اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " مجھ سے خدا یہ نہیں فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگروں میں سے ہوجا بلکہ یہ فرماتا ہے۔ کہ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور ساجدوں میں سے ہوجا اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک" اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے تو اسکا جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے بی وی بچوں کے لئے مال کافی رکھتا ہو تو بالاتفاق اس کے واسطے عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے۔ اور جو کسب مقدار کفایت وضرورت سے زیادہ طلبی کے واسطے ہو اس میں ہرگز کچھ فضیلت نہیں بلکہ اسمیں نقصان ہوتا ہے۔ اور دنیا سے دل لگانا ہے۔

مندرجہ بالا آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں کسب حلال کے لئے تمام جائز ذرائع اور پیشوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور کسب معاش

کیلئے جو پیشے اور ذرائع استعمال کئے جائیں بشرطیکہ وہ شرعاً جائز ہوں اور اور حرام طریقوں سے بچا جائے تو وہ ہر لحاظ سے مستحسن اور محمود ہیں۔

حرام کمائی پر وعیدیں

حدیث ۵

عن القاسم بن مخیمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکتسب مالاً من مأثم فوصل به رحمه او تصدق به. أو انفق فی سبیل الله جمع ذالك كله جميعاً فقذف به فی جهنم

(ابوداؤد فی مراسیل)

حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے گناہ (حرام) کے ذریعہ مال کمایا پھر اس کے ذریعہ تصدق کیا یا اسکو خدا کی راہ میں خرچ کیا تو ان تمام کو جمع کیا جائے گا پھر ڈال دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ جہنم میں

حدیث ٦

عن عبد الله بن مسعودؓ عن رسول الله صلے الله علیه

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے

قال لا یکسب عبدٌ مالَ حرامٍ فیتصدق منه فیتقبل منه ولا ینفق منه فیبارك له فیه ولا یترکه خلف ظهره الا کان زاده الی النار ان الله لا یمحو السیئ بالسیئ ولکن یمحو السیئ بالحسن ان الخبیث لا یمحو الخبیث

(مشکوٰۃ ص۲۴۲)

فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ حرام مال کمائے اور اسمیں سے للہ صدقہ کرے اور اس کا صدقہ قبول کرلیا جائے اور یہ بھی کبھی نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ حرام مال کو خرچ کرتا ہو اور اسمیں اس کو برکت دی جاتی ہو اور جو شخص مرنیکے بعد حرام مال پیچھے چھوڑ جائے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کا توشہ ہی ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا۔ بلکہ بدی کو نیکی سے مٹاتا ہے یہ حقیقت ہے کہ گندگی کو گندگی نہیں دھو سکتی۔

تشریح

حدیث کا حاصل اور مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مال حرام سے صدقہ وخیرات کرے تو اسکا صدقہ قطعاً قبول نہیں ہوتا اور نہ اسے کوئی ثواب ملتا ہے اور اگر اسی مال حرام سے وہ اپنی ذات اور اہل وعیال پر خرچ کرے تو اسمیں بھی بالکل برکت نہیں ہوتی اور جب کوئی

آدمی ناجائز وحرام طریقہ سے کمایا ہوا مال مرنے کے بعد وارثوں کے لئے چھوڑ گیا تو وہ آخرت میں اس کے لئے وبال ہی کا باعث ہوگا۔ اس کو حرام کمانے کا بھی گناہ ہوگا۔ اور وارثوں کو حرام کھلانے کا بھی۔ حالاں کہ وارثوں کے لئے حلال مال چھوڑ جانا ایک طرح کا صدقہ ہے لیکن انجام کار اس حرام مال کے ذریعہ قیامت تک صادر ہونے والے گناہوں کی سیاہی اس کے نامۂ اعمال کو داغدار کرتی رہے گی۔ اللّٰهم احفظنا.

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ :- اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ حرام مال میں صدقہ دینا ثواب کا ذریعہ تو کیا ہوتا۔ یہ خود ایک برائی اور گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ برے اعمال کو برائیوں کے ذریعہ دور نہیں فرماتا یعنی اگر کوئی چاہے کہ وہ اپنے حرام مال میں سے صدقہ دے کر اپنے گناہوں میں تخفیف کا سامان کرے تو یہ ناممکن ہے۔ حرام پر ثواب نہیں ملتا جیسے کہ پہلی حدیث کے شروع میں گذرا کہ "انّ الله طیبٌ لا یقبل الا طیباً" کہ اللہ تعالیٰ پاک مال ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اور اگر کوئی حرام مال سے کچھ صدقہ کر کے حرام کو حلال سمجھ بیٹھے۔ تو اس کی جہالت ہے۔ حرام سے صدقہ کرنا نیز اور گناہ کی بات ہے۔ اور جو صدقہ دیا وہ بھی وبال ہوگا۔ اور جو مال بچ گیا وہ بھی وبال اور عذاب کا باعث ہوگا۔ بعض علماء نے مال حرام سے صدقہ کر کے ثواب کی امید رکھنے کو کفر بتایا ہے۔ اصل بات تو یہ ہونی چاہیئے کہ حرام کمانے سے بالکل

احتراز کیا جائے پھر نہ حرام کمانے کا گناہ نہ حرام لقمہ منہ میں جائے گا نہ اپنی جان اور نہ اپنے اہل وعیال پر خرچ ہوگا۔

ولکن یمحو السیئ بالحسن :۔ یعنی اللہ تعالیٰ برائی کو بھلائی کے ذریعہ دور فرماتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی بخشش تو نیک اعمال کے ذریعہ ہوتی ہے۔ مثلاً حلال میں سے صدقہ کرنا ایک نیک عمل ہے جو شخص اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اس کو اسکا ثواب ملیگا اور گناہ بھی دور ہوں گے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی بلا شبہ نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہے۔

حدیث ۷

وجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من لم یبال این اکتسب المال لم یبال اللہ من ای باب ادخلہ النار

(الکبائر للذھبی۔)

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ مال کہاں سے کمایا تو اللہ تعالیٰ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ اسے دوزخ کے کس دروازے سے داخل کرے۔

(الکبائر)

حدیث ۸

وجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارًا الا من اتقی وبر وصدق۔

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تاجر لوگوں کا حشر فاجروں کے ساتھ ہوگا۔ ہاں جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی کی اور سچ پر قائم رہے۔!

(مشکوٰۃ۔ باب المساہلۃ فی المعاملۃ)

اس حدیث میں فرمایا کہ عموماً تاجروں کا حشر بدکاروں میں ہوگا، چونکہ تاجر عام طور سے جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں اور گاہک ہموار کرنے کے لئے جھوٹ کہہ دیتے ہیں کہ مثلاً ہم نے یہ مال اتنے کا خریدا ہے اور اتنے کا بک رہا تھا ہم نے نہیں بیچا۔ اور بازاروں میں اس کے یہ دام ہیں اس لئے وہ قیامت کے دن بدکاروں میں شمار ہوں گے۔ ہاں ان میں جو سچے اور نیکوکار ہونگے وہ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

تاجر لوگ کئی طرح سے جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں اس میں ایک طریقہ یہ ہے کہ جس سے مال خریدتے ہیں اس سے خریدنے کی قیمت سے زیادہ بل INVOICE بنوا لیتے ہیں۔ پھر گاہک کو وہ بل دکھا کر کہتے ہیں کہ دیکھو یہ چیز اتنے کی تو ہماری خرید ہے پھر تمہیں اس سے کم میں کیسے دیدیں

اوراس کو مارکیٹ MARKET سے لانے پر کرایہ بھی خرچ ہوا ہے۔
لہٰذا اس بات سے دھوکہ کھا کر مال خرید لیتا ہے۔ اور یہ صریح دھوکہ ہے کہ کسی دکاندار کو ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔ اور جس نے جھوٹا بل بنا کر دیا ہے وہ بھی اس گناہ میں شریک ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ قسم مالِ تجارت کو بکوا دیتی ہے۔ (لیکن) برکت کو ختم کر دیتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوذر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین اشخاص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کریگا۔ اور انکی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ اور انہیں پاک نہیں کریگا۔ حضرت ابوذر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ انکا برا ہو اور نقصان میں پڑیں یہ کون لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تو وہ جو ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے والا ہو دوسرا وہ جو احسان جتلانے والا ہو تیسرا وہ شخص جو اپنے تجارتی سامان کو جھوٹی قسم کے ذریعے فروخت کرتا ہو

(مسلم)

حدیث ۹

وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لاتقبل صلوٰۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول

(مشکوٰۃ ص ۴۰)

کوئی نماز بغیر طہارت قبول نہیں کی جاتی اور کوئی صدقہ اس مال سے قبول نہیں ہوتا جو مال غنیمت سے چرایا گیا ہو۔

حدیث میں! غلول کا لفظ ہے۔ جو کافروں کا مال جہاد میں لوٹ لیا جائے اس کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ اور اسمیں سے بطور خیانت اور چوری کر لینے کو غلول کہتے ہیں۔ یہاں پر مالِ حرام مراد ہے۔ جو بھی مال حرام کسی کے پاس ہو اس کا صدقہ کرنے سے صدقہ قبول نہ ہوگا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مال حرام سے صدقہ کرنے اور اس پر اجر و ثواب کی امید رکھنے سے کفر کا خوف ہے۔

(تحفہ خواتین ص ۱۰۹)

تجارت کے چند اصول

شریعت اسلامیہ میں حرام مال کمانے کی شدت سے ممانعت آئی ہے۔ حلال کمانے کی ترغیب و فضیلت آئی ہے جیسے کہ پچھلے صفحات سے معلوم ہو چکا۔ اور حرام طریقوں کی نشاندہی کردی گئی کہ ان کے ذریعہ مال نہ کمائیں پھر جو مال کمایا جائے اسے گناہوں میں نہ لگایا جائے۔ اگر حلال کمائی کے لئے کوشش کیجائے تو ضرور ملتا ہے۔ خاص اور فرضی ضرورت کے لئے حلال ملازمت چھوٹا موٹا کاروبار تقریباً ہر جگہ میسر آتا ہے۔ زیادہ مال کی طلب میں حرام طریقوں سے کمانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور زیادہ مال کا طالب ہی عموماً گناہوں کے ذریعہ مال کماتا ہے اور اس کے لئے اپنے خیال میں خود ساختہ مجبوری ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ جبرئیل امین نے میرے دل میں یہ بات پھونک دی ہے کہ بلاشبہ کسی جان کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کرلے۔ خبردار اللہ سے ڈرو! اور رزق طلب کرنے میں خوبی اختیار کرو۔ اور رزق کا دیر میں ملنا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانیوں کے ذریعہ طلب کرو۔ کیوں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اللہ کی

فرمابرداری کے ذریعہ حاصل ہوسکتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

تجارت جو تحصیل مال کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے شریعت اسلامیہ میں اس کے بھی احکام ہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روزی کمانے میں کوئی قانون نہیں جیسے چاہیں کمالیں۔ ان لوگوں کی یہ جہالت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنی" اور اللہ تعالےٰ نے بیع اور ہر اس معاملے کو حرام قرار دیا جو سودی طریقہ پر ہو نیز قمار یعنی جوئے کے طریقے پر جو کوئی معاملہ کیا جائے اسکو بھی حرام قرار دیا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا واثمهما اكبر من نفعهما " شراب اور جوئے میں جو گناہ ہے وہ انکے نفع سے بڑا ہے اس لئے بتلادیا کہ کسی چیز کا نفع مند ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ حلال ہو بہت سے لوگ صرف نفع کو دیکھتے ہیں حرام حلال ہونے کی بحثوں میں نہیں پڑتے یہ ایمان کی شان کے بالکل خلاف ہے۔

(تجارت کے ضروری احکام ص۸)

ایک جگہ اللہ کا ارشاد ہے:-

یاایها الذین آمنوا لاتأكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی تجارت آپس کی رضامندی سے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اول تو یہ ارشاد فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے پر نہ کھاؤ۔ صاحب معالم التنزیل جلد ا صفحہ ۴۱۷ پر لکھتے ہیں:- بالحرام يعني بالربوا والقمار والغضب والسرقه والخيانه والخيانه ونحوها وقيل هو العقود الفاسدة

یعنی باطل سے مراد یہ ہے کہ حرام طریقہ پر ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ مثلاً سود لیکر، جوئے کے طریقہ پر، چھین کر، چوری کرکے خیانت کرکے اور اسی طرح سے دوسرے غیر شرعی طریقوں سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے عقود فاسدہ مراد ہے۔ یعنی خرید و فروخت اور اجارہ وغیرہ کے وہ طریقے جو شرعاً فاسد ہیں ان کے ذریعہ ایک دوسرے کا مال حاصل نہ کرو۔ لفظ باطل بہت عام ہے جیسے کہ پہلے گذر چکا یعنی مال حاصل کرنے کا ہر وہ طریقہ جو شرعاً جائز نہ ہو وہ سب باطل کے عموم میں داخل ہے۔ (حوالہ بالا)

عن تراض کی جو قید لگائی ہے۔ اسمیں بتایا ہے کہ تجارت کے ذریعہ بھی وہ مال حاصل کرنا حلال ہے جو آپس کی رضامندی سے ہو۔ خریدنے والا یا صاحب مال دونوں کسی معاملہ پر راضی ہو جائیں اور یہ رضامندی خوش دلی سے ہو تو لین دین جائز ہے۔ ورنہ زبردستی کسی کی چیز لے لینا یا اپنے پاس سے خود قیمت تجویز کرکے دے دینا چاہے صاحب مال راضی ہو یا نہ ہو یہ سب ہی

حرام ہے۔ (تجارت کے ضروری احکام صـ۱۰)

حلال مال حاصل کرنے کے لئے چند اصول ہیں، تجارت میں اسکا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ معاملہ سود اور جوئے کے طریقے پر نہ ہو۔

دوسری یہ کہ جو چیزیں شرعاً حرام ہیں ان کی خرید وفروخت نہ ہو۔

تیسری یہ کہ جو چیزیں صرف گناہ ہی کیلئے تیار کی گئی ہوں اسکی بھی خرید وفروخت نہ ہو۔

چوتھی یہ کہ گاہک سے جھوٹ نہ بولا جائے۔ اور کسی بھی قسم کا دھوکہ نہ کیا جائے۔ عیب چھپا کر نہ بیچا جائے۔

پانچویں یہ کہ کوئی شریک ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔

چھٹی چیز یہ کہ جو مال اپنے پاس موجود نہ ہو اس کی بیع نہ کی جائے۔

ساتویں بات یہ کہ کوئی مجبور حال اپنی چیز بیچنے لگے تو مجبوری کی وجہ سے اسے نہ دبایا جائے بلکہ اس سے اسکی اصل قیمت پر لیا جائے۔

آٹھویں یہ ہے کہ بیع دونوں طرف کی رضامندی سے ہو

(تجارت کے احکام صـ۱۱)

یہ چند ضروری اصول لکھ دیئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی ہدایات اور تنبیہات وارد ہوئی ہیں انکو مفصلات میں یا کسی عالم دین سے حاصل کریں!

فصل رابع

اکل حلال کے بارے میں بزرگوں کے ارشادات

پچھلے مذکورہ صفحات میں ہم نے حلال کی اہمیت کے بارے میں اور پھر حلال کمائی کی فضیلت اور حرام کمائی پر وعیدیں ملاحظہ فرمائی اب یہاں سے بزرگوں اور مشائخ کے چند ارشادات پڑھئے۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام کھانا داخل ہوگیا ہو جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرلے (الکبائر صـ۱۲۰)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم حلال کے دس حصوں میں سے نو حصے اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں حرام میں نہ پڑ جائیں! (حوالہ بالا صـ۱۲۰)

(۳) حضرت یوسف بن اسباط رحؒ کا ارشاد ہے کہ کوئی جوان آدمی عبادت گذار بن جاتا ہے تو شیطان اپنے مددگاروں سے کہتا ہے کہ دیکھو اس کی خوراک کہاں سے ہے۔ سو اگر اس کا کھانا پینا ناجائز طریقہ سے ہو تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے۔ کہ چھوڑ دو اسے اپنے نفس کو عبادت میں تھکاتا ہے

اور بیکار محنت کرتا رہے تمہیں اس کے بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں اس کی یہ عبادت حرام کا استعمال کرتے ہوئے نفع نہ دے گی

(حوالہ الکبائر ص ۱۱۹)

۴ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد ہے کہ شبہ کی وجہ سے میں ایک درہم واپس کردوں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ ایک لاکھ اور ایک سو درہم صدقہ کروں

(الکبائر ص ۱۱۹)

۵ حضرت وہب بن وردؒ نے فرمایا کہ اگر تم ستون کی طرح سے کھڑے رہو (نماز میں) تو یہ تمہیں کچھ نفع نہ دے گا جب تک تم یہ تحقیق نہ کرلو کہ تمہارے پیٹ میں کیا جارہا ہے۔ حلال یا حرام؟ (الکبائر ص ۱۱۹)

۶ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ جو شخص حرام مال نیک کام میں خرچ کرے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے ناپاک کپڑے پیشاب سے پاک کرے حالاں کہ ناپاک کپڑے کو صرف پانی ہی پاک کرسکتا ہے۔ اسی طرح گناہ کو بھی حلال ہی مٹا سکتا ہے۔ (الکبائر ص ۱۲۰)

۷ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو جسکا نام حرام سے بچنا ہے۔

۸ حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے دبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے یہ اعمال

قبول نہ کرے گا۔ جب تک کہ حرام سے نہ بچو گے۔

(اکسیر ہدایت ص ۱۷۵)

۹ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے کھانے کی چیز کو سمجھ لیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ صدیق لکھتا ہے۔ (حوالہ بالا)

۱۰ حضرت یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ طاعت اللہ تعالیٰ کا ایک خزانہ ہے۔ اور اسکی کنجی دعا ہے۔ اور اس کنجی کے دندانے حلال لقمے ہیں۔

(اکسیر ہدایت ص ۱۷۵)

۱۱ حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان کی تہہ کو نہیں پہنچتا جبتک کہ اسمیں چار خصلتیں نہ ہوں۔ اوّل فرائض کا ادا کرنا مع سنتوں کے دوّم حلال کھانا ورع کے ساتھ سوّم ظاہر و باطن کی ممنوعات سے بچنا۔ چہارم ان باتوں پر موت تک جمے رہنا۔ (حوالہ بالا ص ۱۵۵)

۱۲ حضرت سہل تستریؒ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو کوئی یہ چاہے کہ صدیقوں کی علامتیں اس پر روشن ہو جاویں تو چاہیئے کہ بجز حلال کے اور کچھ نہ کھاوے۔ اور بجز سنت اور ضروری امور کے اور کوئی کام نہ کرے۔

۱۳ ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن تک مشتبہ مال کھاتا ہے تو اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ (حوالہ بالا ص ۱۷۵)

۱۴ بعض اکابرین سلف فرماتے ہیں کہ آدمی ایک لقمہ کھاتا ہے اور اس سے اسکا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے اور پھر کبھی اپنی اصلی حالت پر نہیں آتا ہے ۔ (جبتک کہ توبہ نہ کرلے ۔

۱۵ حضرت سہل تستری رح فرماتے ہیں کہ جو شخص مال حرام کھاتا ہے اسکے اعضا، خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں اس کو خبر ہو یا نہ ہو اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضاء اطاعت کرتے ہیں اور اس کو خیرات کی توفیق ہوتی ہے۔
(اکسیر ہدایت ص۱۶۵)

۱۶ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ آدمی غذاءِ حلال کا جب اوّل لقمہ کھاتا ہے تو اس کے پہلے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔ اور جو شخص حلال کی طلب میں ذلت کے مقام پر اپنے آپکو کھڑا کرتا ہے ۔ اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں

۱۷ فقیہ ابو اللیث رح فرماتے ہیں کہ آدمی کی سعادت کی گیارہ علامتیں ہیں اور اس کی بدبختی کی بھی گیارہ علامتیں ہیں ۔ بدبختی کی گیارہ علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں کا کھانا ۔
(فضائل صدقات ص۱۷۴)

۱۸ حضرت ابو حفص رح فرماتے ہیں کہ بہترین ہیں وہ لوگ جو لوگوں پر نوازش کرتے ہیں اور خود خدا کے کرم کے طلب گار ہیں اور اتباع سنت کے بعد حلال

رزق کی جستجو کریں ۔ (تذکرۃ الاولیا، ص۱۸۵)

۱۹ حضرت قطب الدین اولیا، رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیرت ہے اس شخص پر جو اپنے پاکیزہ و حلال کو حرام سے رنگ لیتا ہے ۔ اور فرمایا کہ جو شخص خورد و نوش کے معاملہ میں اپنا محاسبہ نہیں کرتا اسکی مثال جانوروں جیسی ہے

۲۰ حضرت امام محمد رح سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ تقوے کے بارے میں ایک کتاب لکھ دیجئے ۔ انہوں نے فرمایا کہ میںنے بیوع کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھ دی ہے ۔ ان مسائل کا خیال کر کے جب کوئی شخص خرید و فروخت کریگا اور ناجائز سے بچے گا ۔ تو متقی ہوگا ۔ اس کا کسب حلال ہوگا اور عمل اچھا ہوگا ۔
(فضائل تجارت ص۸۳)

۲۱ حضرت امام محمد غزالی رح فرماتے ہیں کہ رزق حرام کھا کر عبادت کرنا ایسا بیکار ہے جیسا گوبر پر مکان کا تعمیر کرنا ۔ (احیاء العلوم)

۲۲ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رح فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو حلال لقمہ اپنے پیٹ میں پہنچانا چاہیئے تاکہ نورانیت پیدا ہو اور حرام بلکہ مشتبہ سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے ۔
(سوانح حضرت سہارنپوری)

۲۳ ایک بار فرمایا کہ جن کی آمدنی کا بیشتر حصہ حرام یا مشتبہ ہو ان کی دعوت وغیرہ قبول نہ کرے ۔ مگر بلاوجہ مسلمانوں کے حالات میں تجسس بھی نہ کیا جائے (سوانح)

۲۴ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہیں رکھتا ہوں کہ میں بازار میں اپنے عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہوں اور میری موت آجائے۔ (اکسیر ہدایت ص۱۵۳)

۲۵ حضرت امام حنبلؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو عبادت کیواسطے مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دے گا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ وہ مرد جاہل ہے۔ شرع نہیں جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ میں رکھی ہے۔ یعنی جہاد کرنے میں۔ (اکسیر ہدایت ص۱۵۳)

۲۶ حضرت ثابت البانی کا مقولہ کسی نے نقل کیا کہ عافیت کے دس حصے ہیں۔ نو حصے خاموشی میں اور ایک حصہ لوگوں سے دور رہنے میں۔ اسی طرح عبادت کے دس حصے ہیں نو حصے حلال روزی کمانے میں اور ایک حصہ نماز روزہ وغیرہ میں۔ (روضۃ الصالحین ج۱، ۴۵۱)

۲۷ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شرعی حدود میں رہ کر حلال روزی کمانا عبادت ہے۔

۲۸ سعید ابن المسیب فرمایا کرتے تھے اُس انسان میں کوئی بھلائی نہیں جو حلال روزی نہ کمائے کہ اس کے ذریعہ حق والوں کے حق ادا کرے اور اپنی عزت و آبرو بچائے۔ (روضۃ الصالحین ج۳، ص۶۶)

۲۹ ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ بہترین روزی کون سی ہے ؟ فرمایا کہ دنیا کی بہترین روزی تو حلال مال ہے۔ جس کے ذریعہ اپنی اور اہل وعیال کی زندگی عزت کے ساتھ گزرتی ہو قلبی سکون اور جسمانی طاقت کا بھی یہی ذریعہ ہے جس کے بغیر عبادت خصوصاً اسمیں دلجمعی مشکل ہے۔ اس مال کے ذریعہ اللہ کے بندوں کے حقوق کی ادائےگی اور خدمت خلق کا موقع نصیب ہوتا ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں بنتی ہے۔ (روضۃ الصالحین ج۳، ص۶۹)

۳۰ کسی نے کہا ہے کہ منافق لالچ کے ساتھ مال حاصل کرتا ہے شک کے ساتھ روکتا ہے۔ اور ریاکاری کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔ اور مومن خوف کے ساتھ کماتا ہے۔ شکر کیساتھ جمع کرتا ہے اور خالص اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہے (حوالہ بالا ج۳، ص۷۳)

۳۱ حضرت ابن شبرمہؒ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے کہ انسان مرض کے خوف سے تو حلال لقموں سے پرہیز کرتا ہے۔ لیکن جہنم کا خوف اسے حرام روزی سے نہیں بچاتا۔ (روضۃ الصالحین ص۷۳)

۳۲ ہر تاجر کو پانچ باتوں کا بہت زیادہ دھیان رکھنا چاہیئے تاکہ حرام روزی سے بچ سکے۔

(۱) تجارت کیوجہ سے اللہ کے کسی فرض کو ترک، مؤخر، یا ناقص نہ کرے۔
(۲) تجارت کی وجہ سے کسی شخص کو تکلیف یا نقصان نہ پہنچائے۔

(۳) تجارت اس نیت سے کرے کہ اس کے ذریعہ اپنے اور اہل وعیال کے لئے روزی حاصل کروں گا۔ اور کسی انسان کا محتاج بننے کی ذلت سے بچوں گا۔ محض مالدار بننے کی نیت نہ کرے۔

(۴) مال حاصل کرنے میں اتنی زیادہ محنت اور کوشش نہ کرے کہ سارا وقت اور توجہ اسی میں لگادے گویا یہی زندگی کا مقصد ہے۔

(۵) تجارت، صنعت، یا مزدوری کو محض ظاہری سبب سمجھے۔ حقیقی رازق خدا ہی کو جانے۔ (روضۃ الصالحین ج۳ ص۷۵)

۳۳ تنبیہ الغافلین میں ہے کہ تین چیزیں دنیا میں بہت کمی کے ساتھ پائی جاتی ہیں (۱) حلال وطیب مال (۲) ایسا مسلمان جس سے سکون حاصل ہو (۳) سنت پر عمل کرنے والے۔ (لہٰذا انکی قدر کرو)

(روضۃ الصالحین ترجمہ تنبیہ الغافلین ج۳ ص۷۵)

۳۴ حضرت تھانوی رحؒ فرماتے ہیں کہ اموال کے حاصل کرنے میں حرام وحلال کی بالکل تمیز نہیں رہی یہی وجہ ہیکہ قلب میں نور نہیں ہوتا۔ نماز پڑھتے ہوئے مدتیں ہوگئیں مگر قلب میں نورانیت نہیں ان میں سے بعض کو یہ غلطی واقع ہوگئی ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات جم گئی ہے کہ حلال دنیا میں مفقود ہوگیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ حلال کی فکر ہی نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کو یہ پٹی پڑھائی ہے۔ اور اپنے نزدیک بڑے متقی ہیں کہ کسی چیز کو حلال ہی نہیں سمجھتے مگر اسکا

انجام یہ ہے کہ پھر ایسے لوگ احتیاط نہ کرینگے۔ جو چیز صریح حرام ہیں ان سے بھی پرہیز نہ کریں گے۔ اور سمجھ لینگے کہ حلال کا تو وجود ہی نہیں اور حلال وحرام سب برابر اس لئے کسی چیز کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ محض غلط ہے کہ حلال کا وجود دنیا میں نہیں اور یہ صرف شیطانی دھوکہ ہے کہ وہ اس طریقہ سے حرام میں مبتلا کرانا چاہتا ہے۔ میں حرام وحلال کا معیار بتلاتا ہوں اسکو سمجھ لینا چاہیئے۔ معیار یہ ہے کہ فتویٰ فقہی جس چیز کو کہہ دے کہ یہ حلال ہے تو وہ حلال ہے اور جسے کہدے کہ یہ حرام تو وہ حرام۔

(خطبات حضرت تھانویؒ)

۳۵ حضور اقدس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے۔ سوال سے بچنے اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نیت سے حلال روزی کمائے گا۔ قیامت میں اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور جو مالدار بننے اور دوسروں پر فخر کرنے اور نام ونمود کے لئے حلال کمائے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ قیامت میں غصہ ہوگا (بری نیت سے حلال روزی اللہ کے غصہ کا سبب ہے تو حرام کے متعلق خود سوچئے کیا حال ہوگا)

(روضۃ الصالحین ج۲ ص۷۰)

فصل خامس

بزرگوں کے واقعات

۱ حکایاتِ صحابہ میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک عورت کا پیام کھانے کی درخواست لیکر پہنچا حضور صلے اللہ علیہ وسلم خدام سمیت تشریف لے گئے۔ اور کھانا سامنے رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لقمہ چبا رہے ہیں نگلا نہیں جاتا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بکری کا گوشت مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ریوڑ میں بکری خریدنے آدمی بھیجا تھا وہاں نہ ملی پڑوسی نے بکری خریدی تھی میں نے اس کے پاس قیمت سے لینے کو بھیجا تو وہ ملے نہیں ان کی بیوی نے بکری بھیجدی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیدیوں کو کھلادو۔ فائدہ :۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علوِ شان کے مقابلے میں ایک مشتبہ چیز کا گلے میں اٹک جانا کوئی ایسی اہم بات نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کو بھی اس قسم کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ (ص ۵۰)

۲ حکایات صحابہ رضؓ میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام رات جاگتے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے۔ ازواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج نیند نہیں آئی۔ ارشاد فرمایا کہ ایک کھجور پڑی ہوئی تھی مینے اٹھا کر کھالی تھی کہ ضایع نہ ہو؛ اب مجھے فکر ہے کہ کہیں وہ صدقہ کی نہ ہو۔ فائدہ :- اقرب یہی ہیکہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی ہی ہوگی۔ مگر چونکہ صدقہ کا مال بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں آتا تھا۔ اس شبہ کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات بھر نیند نہ آئی کہ خدانخواستہ وہ صدقہ کی ہو اور اس صورت میں صدقہ کا مال کھایا گیا ہو یہ تو آقا کا حال ہے کہ محض شبہ پر رات بھر کروٹیں بدلیں اور نیند نہ آئی۔ اب غلاموں کا حال دیکھو کہ رشوت، سود، چوری۔ ڈاکہ۔ ہر قسم کا ناجائز مال کس سرخروئی سے کھاتے ہیں اور ناز سے اپنے آپ کو غلامان محمد صلے اللہ علیہ وسلم شمار کرتے ہیں (صنـ ۵۰)

۳ حکایات صحابہ رضؓ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ایک غلام تھا جو غلّہ کے طور پر آمدنی میں سے حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کچھ کھانا لایا اور حضرت نے اسمیں سے ایک لقمہ نوش فرمالیا غلام نے عرض کیا کہ آپ روزانہ دریافت فرمالیا کرتے تھے کہ کس ذریعہ سے کمایا آج دریافت نہیں فرمایا۔ آپ رضؓ نے فرمایا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے دریافت کرنے کی نوبت

نہیں آئی۔ اب بتاؤ۔ عرض کیا کہ میرا زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم پر گذر ہوا تھا اور ان پر منتر پڑھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کر رکھا تھا۔ آج میرا گذر ادھر کو ہوا تو ان کے یہاں شادی ہو رہی تھی انہوں نے یہ مجھے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ تو مجھے ہلاک ہی کر دیتا اس کے بعد حلق میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی مگر ایک لقمہ وہ بھی بھوک کی شدت میں کھایا گیا نہ نکلا۔ کسی نے عرض کیا کہ پانی سے قے ہو سکتی ہے۔ ایک بہت بڑا پیالہ پانی کا منگوایا اور پانی پی پی کر قے فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ لقمہ نکلا۔ کسی نے عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم فرماوے یہ ساری مشقت اس ایک لقمہ کی وجہ سے برداشت فرمائی۔ آپ رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری جان کے ساتھ بھی یہ لقمہ نکلتا تو میں اس کو نکالتا مینے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بدن مال حرام سے پرورش پائے آگ اس کے لئے بہتر ہے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ میرے بدن کا کوئی حصہ اس لقمہ سے پرورش نہ پا جائے۔

فائدہ :- حضرت ابوبکر رضؓ کو اس قسم کے واقعات متعدد بار پیش آئے کہ احتیاط مزاج میں زیادہ تھی۔ تھوڑا سا بھی شبہ ہو جاتا تو قے فرما دیتے۔

بخاری شریف میں ایک اور قصہ ہے کہ کسی غلام نے زمانہ جاہلیت میں کوئی کہانت یعنی غیب کی بات نجومیوں کے طور پر کسی کو بتلائی تھی وہ اتفاق سے صحیح ہو گئی ان لوگوں نے اس غلام کو کچھ دیا۔ جس کو انہوں نے بطور مقررہ رقم کے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لاکر دے دیا۔ حضرت رضؓ نے نوش فرمالیا۔ اور پھر جو کچھ پیٹ میں تھا سب قے کیا۔ ان واقعات میں غلاموں کا مال ضروری نہیں کہ ناجائز ہی ہو دونوں کا احتمال ہے۔ مگر حضرت ابوبکر رضؓ کی کمال احتیاط نے اس مشتبہ مال کو بھی گوارا نہ کیا۔ ص ۵۱

۴ حضرت عمر رضؓ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا کہ اس کا مزہ کچھ عجیب سا نیا سا معلوم ہوا۔ جن صاحب نے پلایا تھا ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کیسا ہے کہاں سے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا فلاں جنگل میں صدقہ کے اونٹ چر رہے تھے کہ میں وہاں گیا تو ان لوگوں نے دودھ نکالا جسمیں سے مجھے بھی دیا حضرت عمر رضؓ نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور سارے کا سارا قے فرمادیا۔

فائدہ:۔ ان حضرات کو اس بات کی ہمیشہ فکر رہتی تھی کہ مشتبہ مال بھی بدن کا جز نہ بنے۔ چہ جائیکہ بالکل حرام جیسے کہ ہمارے اس زمانہ میں شایع ہوگیا ہے۔ (تبلیغی نصاب ص ۵۱)

۵ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ شاہ تھے دیوبند میں جو گھاس بیچتے تھے جو ملتا تھا اسمیں سے ایک حصہ اپنی والدہ کو دیتے اور ایک حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور باقی اپنے خرچ میں لاتے۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور دوسرے حضرات کی دعوت کی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ دعوت کہاں سے کروگے تمہارے پاس ہے ہی کیا۔ کہنے لگے کہ

جو حصہ خیرات کا نکالتا ہوں۔ اسی سے دعوت کروں گا۔ غرض پانچ آنے جمع کئے اور حضرت مولاناؒ کے پاس لائے اور کہا کہ تم ہی پکا لیجیو۔ میں کہاں جھگڑا کرونگا۔ اگر دنیادار بھی اس طرز کو اختیار کرلیں تو کیسا اچھا ہو۔ مہمان تھے کئی اور پیسے کل پانچ آنے۔ بزرگوں مہمانوں کا مشورہ ہوا کہ کوئی سستی سی چیز تجویز کیجائے۔ چنانچہ میٹھے چاول گڑ کے تجویز ہوئے بڑی احتیاط سے پکائے گئے۔ کوری ہانڈی منگائی گئی پکانے والے کو وضو کرایا گیا۔ غرض ہر طرح کی احتیاط کی گئی۔ وہ چاول تھے ہی کتنے ایک ایک دو دو لقمے کھائے۔ مولانا فرماتے تھے کہ ان دو لقموں کی یہ برکت دیکھی کہ ایک ماہ تک قلب میں انوار و برکات محسوس ہوتے تھے۔ ایک ماہ کامل یہ اثر رہا۔ اور میں کہتا ہوں کہ جس کی کمائی کے ایک لقمے کا یہ اثر ہے تو جو دن رات اسی کو کھاتا ہو اسکی کیا حالت ہوگی۔ (مواعظ اشرفیہ ج۸/۴ ص ۲۷۸)

۶ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بات یاد آئی دیکھنے میں تو معمولی ہے۔ لیکن سمجھدار کیلئے سبق آموز ضرور ہے۔ وہ یہ کہ افغانستان کے بادشاہ امیر دوست محمد خاں صاحب جو امیر عبدالرحمٰن خاں صاحب کے والد اور امان اللہ خان کے دادا تھے بہت دیندار بادشاہ تھے۔ ان کی دینی باتیں ضرب المثل تھیں۔ ایک روز وہ شاہی محل میں آئے تو چہرہ کچھ اداس تھا تو بیگم نے پوچھا کہ آج آپ کے چہرہ پر غمگینی اور

اداسی کیوں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑے حادثے کی اطلاع آئی ہے۔ جس کی بنا پر میں مغموم ہوں اور پریشان ہوں وہ یہ کہ افغانستان پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو مینے فوج دے کر اپنے شہزادے کو مقابلہ کے لئے بھیجا تھا لیکن سرحد سے یہ خبر آئی ہے کہ شہزادے کو شکست ہوگئی ہے۔ اور وہ دوڑتا ہوا آرہا ہے اور دشمن اسکے پیچھے پیچھے ملک کو فتح کرتا ہوا آرہا ہے۔ تو دو غم مجھے لاحق ھیں ایک تو ملک ہاتھ سے گیا وہ دوسروں کے قبضہ میں چلا جاوے گا۔ دوسرے یہ کہ میرا شہزادہ شکست کھا کے آیا اور بزدلی دکھائی یہ داغ میرے اوپر مرتے دم تک باقی رہے گا۔ کہ میرا شہزادہ کمزور اور بزدل ہے۔ ان دو غموں کی وجہ سے میرا چہرہ اداس ہے۔ بیگم نے کہا کہ سب جھوٹ باتیں ہیں اور غلط خبر ہے میرا شہزادہ شکست کھا کر نہیں آسکتا ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ وہ شہید ہوجائے لیکن دشمن کو پشت دکھا کر آئے یہ ممکن نہیں یہ خبر جھوٹ ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ سرکاری پرچہ نویسوں کی اطلاع ہے۔ اس نے کہا کہ وہ پرچہ نویس بھی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خالص بادشاہی دفتر کی اطلاع ہے۔ اس نے کہا کہ دفتر بھی جھوٹا ہے۔ تب امیر نے کہا اب کون اس عورت سے بحث کرے بس ایک رٹ لگا رکھی ہے۔ نہ اسے سرکاری حکومت کے حالات کی اطلاع، نہ دفتر کی، نہ سرکاری کاغذات کی اس نے سب کو جھوٹا قرار دیا گھر میں بیٹھنے والی عورت ہے اسے کون سمجھاوے واپس چلے آئے۔

اگلے دن گھر گئے تو چہرہ بہت ہشاش بشاش تھا بیگم نے کہا کہ کیا بات ہے آج تو بہت خوش ہیں کہا کہ تم نے جو بات کہی تھی وہی صحیح نکلی۔ وہ تو صورت یہ ہے کہ دشمن کو بھگا دیا شہزادہ نے اور فتح کے شادیانے بجاتا ہوا آرہا ہے، فاتح بنکر آرہا ہے۔ دشمن کو دور تک بھگا دیا ہے۔ بیوی نے کہا الحمدللہ خدا نے میری بات سچی کردی۔ اس پر امیر نے پوچھا کہ آخر تم نے اتنی قوت سے کیسے دعویٰ کیا کہ وہ شکست کھا کر نہیں آرہا ہے۔ کیا تمہیں الہام ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں عورت ذات ہوں مجھے الہام سے کیا تعلق اور پھر شاہی بیگم سارے عیش کے سامان میسر ہیں میں ایسی ولی کہاں سے بن گئی کہ مجھ پر الہامات خداوندی ہوں۔ امیر نے کہا کہ پھر آخر ایسی قوت سے تم نے کیسے دعویٰ کیا کہ ساری خبریں جھوٹی ہیں اور واقعی وہ جھوٹی نکلیں یہ کیا بات ہے؟ بیگم نے کہا کہ ایک راز ہے جسے میں ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔ اب امیر سر ہوئے کہ ایسا کونسا راز ہے بیوی کا جو خاوند سے چھپا رہے۔ خاوند سے زیادہ رازدار بیوی کا اور کون ہوسکتا ہے۔ وہ پوچھنے پر مصر ہیں اور یہ چھپا رہی ہیں۔ امیر نے کہا میں بہرحال تم سے پوچھ کر رہوں گا۔ اب وہ مجبور ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نے عمر بھر یہ بات ظاہر نہیں کی آج میں وہ راز کھولے دیتی ہوں۔ جب آپ بے حد مصر ہیں۔ وہ یہ کہ جب شہزادہ میرے پیٹ میں آیا تو مینے اللہ سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں جائے گا۔ تو مینے سلطنت کے خزانے سے ایک پائی نہیں لی اور جو

اور جو تنخواہ آپ کو ملتی تھی نہ اس سے کوئی پائی لی۔ اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں بناتی تھی ان کو بکواتی تھی اس سے میں نے اپنا پیٹ پالا ہے تو مینے نو مہینے میں انتہائی تقوی سے کامل حلال غذا استعمال کی۔ اس کے بعد جب یہ پیدا ہوا تو میں نے بجائے دودھ پلانے والیوں کے سپرد کرنے کے کہ کسی انا کا دودھ پیئے میں نے خود ہی دودھ پلایا۔ اس عہد کو قائم رکھا کہ دو برس تک کوئی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مینے یہ طریقہ بھی اختیار کیا کہ جب یہ دودھ پی نے کے لئے روتا تو میں پہلے وضو کرتی پھر دو رکعت نفل نماز پڑھتی اور دعاء مانگ کر پھر دودھ پلاتی تھی۔ تو اندر سے پاک کمائی تھی اور اوپر سے بھی پاک تھی۔ تو ظاہری بات ہے کہ جب وہ ایسی پاک غذا سے پلا تو اسمیں کمینہ اخلاق (دشمن کو پشت دکھلانا یا بزدل ہونا) کیسے پیدا ہوں گے۔

(خطبات طیب ص۱۵۳)

۷ حضرت حکیم الاسلام رح آگے فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی تائید میں ایک اور واقعہ یاد آگیا اور وہ یہ کہ امام شافعیؒ پر جب بڑھاپا غالب آیا اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تو ان کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل رح کو لکھا کہ میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں اب سفر کے قابل نہیں رہا تم سے ملے عرصہ ہو گیا ہے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ اگر تم تکلیف کر کے مصر کا سفر کر لو تو تمنا پوری ہو جائے گی۔ حضرت امام احمد رح نے لکھا کہ حضرت میں حاضر ہو رہا ہوں اور تاریخ متعین کر کے لکھدی

کہ فلاں تاریخ کو مصر پہنچوں گا۔ جب وہ تاریخ آئی تو امام شافعی رح کے گھر میں خوشی ہی خوشی ہے۔ بچیاں اچھلتی کودتی پھر رہی ہیں کہ ایک امام وقت ہمارے یہاں مہمان ہو گا۔ امام شافعی رح استقبال کے لئے مصر سے کئی میل دور باہر نکل گئے اور جب وہ نکلے تو مصر کے تمام علماء ان کے ساتھ نکلے اور جب تمام علماء ساتھ نکلے تو تمام فوجی حکام بھی ساتھ نکلے اور جب وہ ساتھ ہو لئے تو بادشاہِ وقت بھی ساتھ ساتھ چل دیئے۔ مصر کی حکومت اور عوام سب ملکر امام احمد رح کے استقبال کو کئی میل آگے بڑھے اور بڑے اکرام کے ساتھ امام احمد رح کو لے کر آئے اور امام شافعی رح کے یہاں مہمان ہوئے۔ انتہائی تکریم کے ساتھ مہمان نوازی کی بہت سی قسم کے کھانے پکوائے۔ اب شام کا وقت ہوا۔ دستر خوان بچھا کر امام احمد کو بلایا گیا۔ امام احمد رح نے اس طرح گڑبڑا کر کھایا جیسے کوئی سات وقت کا بھوکا کھانا کھا رہا ہو۔ اتنا زیادہ کھایا کہ دوسرے لوگوں کو تحیر پیدا ہوا کہ اتنا کھانا تو متقی کی شان سے بعید ہے۔ یہ کس قسم کا امام ہے جس کی آپ تعریف کرتے تھے امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ مجھ سے جواب نہ بن پڑا اس لئے کہ مجھے خود ناگوار ہو رہا تھا۔ تو بچیوں سے فرمایا۔ یہ خلجان میرے دل میں بھی ہے کہ احمد بن حنبل نے امام وقت ہوتے ہوئے اتنا کیوں کھایا۔ مگر میں بول نہیں سکتا تھا اس لئے کہ میں میزبان ہوں۔ گر میں کہتا کہ تم کم کھاؤ تو اس کا مطلب ہے کہ میں اپنا کھانا بچانا چاہتا ہوں میرا موقع نہ تھا مگر دل میں میرے بھی خلجان ہی

اسس لئے چپ ہو گئے ۔ اس کے بعد دونوں امام عشاء کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ امام شافعیؒ کی صاحبزادیوں نے بستر کیا۔ اور چارپائی کے قریب لوٹا پانی کا بھر کر رکھا تا کہ اخیر شب میں اٹھنے میں وضوء وغیرہ کرنے میں دشواری نہ ہو۔ عشاء سے فراغت پر دونوں امام آکر اپنے اپنے مقام استراحت پر آرام فرما ہوئے۔ صبح کا وقت ہوا تو دونوں حضرات صبح کی نماز کو مسجد میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادیوں نے آکر بستر لپیٹا تو دیکھا کہ لوٹا اسی طرح پانی سے بھرا ہوا رکھا ہے۔ اب تو ان کے غصہ کا پارہ اور تیز ہو گیا۔ اور امام شافعی نماز فجر سے فراغت پر جب گھر تشریف لائے تو بچیوں نے دامن پکڑ کر کہا کہ یہ کیسا امام ہے۔ پیٹ بھر کر یہ کھاتا ہے۔ رات کا تہجد اسے نصیب نہ ہو۔ وضوء اس نے نہیں کیا یہ کیسا امام ہے۔ جس کی آپ تعریف کر رہے تھے۔ یہ امام کی شان نہیں یہ تو ایک معمولی مسلمان کی شان ہے۔ کہ بہت سے بہت پانچ وقت کی نماز پڑھ لی۔ امام کا رتبہ تو بہت بلند ہے۔ امام شافعیؒ سے صبر نہ ہو سکا بہرحال استاد تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے آکر کہا کہ اے احمد بن حنبل یہ تغیر تم میں کب سے پیدا ہوا۔ کھانا کھانے بیٹھے تو تم نے پیٹ بھر کر کھایا۔ میرے بولنے کا موقع نہ تھا مگر دل میں خلجان ضرور رہا۔ اس کے بعد لوٹا بھرا رکھا رہا معلوم ہوا کہ تم تہجد کے لئے نہیں اٹھے۔

امام احمد بن حنبل مسکرائے اور فرمایا حضرت واقعہ وہ نہیں ہے جو

آپ سمجھ رہے ہیں۔ واقعہ کچھ اور ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے ؟

امام احمدؒ نے فرمایا کہ جب کھانا چنا گیا تو اس کھانے میں اس قدر انوار و برکات کی بارش تھی کہ میںنے دنیا میں اتنی حلال کمائی آج تک نہیں دیکھی جتنا آپ کے گھر کا کھانا تھا۔ اس لئے میںنے سوچا کہ جتنا کھا سکتا ہوں کھالوں چاہے بعد میں سات دن روزے رکھنا پڑیں۔ مگر یہ کھانا پھر مجھے نہیں ملے گا۔ یہ وجہ تو زیادہ کھانے کی ہے۔ کہ میں نے اس کھانے کو زیادہ کھالیا۔ پھر اس پر انوار و برکات کی بارش دیکھی اور اتنا بابرکت اور حلال لقمہ میں نے دنیا میں آج تک نہیں دیکھا۔

اور فرمایا کہ اسمیں دو برکتیں ظاہر ہوئیں ایک علمی اور ایک عملی۔ علمی برکت تو یہ ہوئی کہ رات چارپائی پر لیٹ کر قرآن کی ایک آیت سے فقہ کے سو مسئلے استخراج کئے میرے اوپر علم کا ایک دروازہ کھل گیا۔ اور عملی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ عشاء کے وضوء سے تہجد پڑھا اور اسی وضوء سے نماز فجر پڑھی اسلئے جدید وضوء کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

یہ ہے لقمۂ حلال کا اثر کہ قلب میں نور اور معرفت پیدا ہوتی ہے اور مشتبہ غذا سے ظلمت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

(خطبات طیب ص۱۵۶)

٨ بعض صالحین سے مروی ہے کہ جب موت کے بعد بعضوں کو دیکھا گیا خواب میں تو ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا ہی معاملہ ہوا لیکن اتنی بات ہے کہ ایک سوئی کی وجہ سے جنت کے داخلہ سے روکا ہوا ہوں یہ سوئی میں نے عاریۃً لی تھی پھر اسے واپس نہ کی۔

(الکبائر لذہبیؒ ص ١٢١)

٩ ایک بزرگ نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ میں بیچنے کو بھیجا، وکیل جب پہنچا تو وہاں اناج بہت سستا تھا۔ ایک ہفتہ ٹھہر کر دونے داموں میں بیچا (احتکار کیا۔ یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تب بیچونگا جو ایسا کرے اسے محتکر کہتے ہیں۔ اور محتکر ملعون ہے۔ اور ایسا رزق کھانے کے قابل نہیں) اور اس شخص نے بزرگ کو خط لکھا کہ میں نے ایسا کام کیا انہوں نے جواب لکھا کہ میں نے اسے تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ قناعت کی تھی یہ مناسب نہ تھا کہ بہت نفع کے عوض تو نے دین کو ہاتھ سے جانے دیا۔ یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے۔ اب تجھے چاہیئے کہ تمام مال خیرات کر دے تاکہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے اور شاید اس پر بھی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹیں

(اکسیر ہدایت ص ١٦٣)

١٠ حضرت وہب بن الوردؒ کی والدہ نے ایک دن دودھ کا پیالہ انہیں دیا پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے اور اس کی قیمت تم نے کہاں سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ بکری کہاں چری ہے۔ وہ ایسی جگہ چری تھی جہاں مسلمانوں کا کچھ حق تھا غرض کہ انہوں نے وہ دودھ نہ پیا۔ ان کی ماں نے دعا دے کر کہا کہ بیٹا خدا تجھ پر رحم کرے پی لے۔ کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن میں اسکو پینا نہیں چاہتا کہ اگر پیونگا تو اس کے گناہ کے ساتھ اسکی رحمت کو پہونچونگا ؛ اور میں یہ نہیں چاہتا۔

(حوالہ بالا۔ ص ١٧٦)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتاہی

خاتمۂ کتاب

مذکورہ آیات واحادیث اور بزرگوں کے احوال واقوال کی روشنی میں حلال کی اہمیت اور پیشہ رزق حلال کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہاں پر تو چند ہی آیات اور احادیث اور بزرگوں کے اقوال واحوال ذکر کئے گئے ہیں اگر اس کو بڑی کتابوں میں دیکھا جائے تو بہت ہی اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ انسان کے لئے اور خصوصًا مسلمانوں کے لئے حلال کا لقمہ کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

بس رزق حلال کے متعلق یہ چند سطور اجمالی طور پر بفضلہ تعالےٰ قارئین کرام کے لئے پیش کی گئیں۔ ہیں۔ حق تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ عبد ضعیف کو یہ توفیق مرحمت فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کوشش کو نافع اور مقبول بنائے. اور عمل کی توفیق بخشے۔

بفضلہ تعالیٰ اس رسالہ کا مسودہ ۱۹ رجمادی الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ قبل صلوٰۃ الجمعہ تکمیل کو پہنچا۔ وھٰذ آخر السطور من ھٰذ الکتاب المسطور والحمد للہ الخالق العلیم بذات الصدور۔ والصلوۃ والسلام علےٰ سید المرسلین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞